بیاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

دار العلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماهنامه الحق

جموں

ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ جون ۲۰۰۳ء

مدیر مسئول

مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمدللہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک وبیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف سوا کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب واہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجرکم علی اللہ۔**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یو بی ایل اکوڑہ خٹک 7 -01 نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 5 - 17

مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 721

Email: haqqania@nsr.pol.com.pk (OR) haqqania@hotmail.com

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد نمبر ------ 38
شمارہ نمبر ---- 9
ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ
جون ----- ۲۰۰۳ء

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی
ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: سرحد اسمبلی سے شریعت بل کی منظوری ایک عہد ساز واقعہ، پشاور میں جماعت اسلامی کے کارکنوں کی ہنگامہ آرائی، حضرت مولانا اللہ وسایا قاسمؒ کی حادثاتی وفات .... راشد سمیع حقانی ۲
صوبائی اسمبلی سرحد سے منظور شدہ شریعت بل کا مکمل متن .... ادارہ ۶
ماہیت باریٰ تعالیٰ پر ایک نظر .... حضرت علامہ محمد شہاب الدین ندویؒ ۱۸
قدم اٹھا یہ مقام انتہائے راہ نہیں .... مولانا محمد عیسیٰ منصوری، لندن ۲۸
حضرت مولانا قاری عبیدالرحمان صاحبؒ .... مولانا قاری سعید الرحمان ۴۱
اتفاق و اتحاد کی اہمیت و فضیلت .... مولانا انوار الحق ۴۸
عالم اسلام کی زبوں حالی اور پستی کے اسباب .... مولانا مفتی سیف اللہ حقانی ۵۵
مرثیہ سوئے عقبیٰ عالمِ شریں بیانے رفت رفت .... مولانا ابراہیم فانی ۵۷
شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۵۸
تبصرہ کتب .... ادارہ ۵۹

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر: 630435 , 630340 -(0923)
ای میل نمبر: E-Mail : haqqania@nsr.pol.com.pk Or haqqania@hotmail.com
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ =/20 روپے سالانہ =/200 روپے، بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

Computer Operator : ZAHEER HANIF

نقش آغاز　　راشد الحق سمیع حقانی

سرحد اسمبلی سے شریعت بل کی منظوری ایک عہد ساز واقعہ' مگر حزم واحتیاط کی ضرورت

2 جون 2003ء پاکستان اور صوبہ سرحد کی تاریخ کا ایک اہم دن ثابت ہوا کہ اس دن متحدہ مجلس عمل کی صوبائی حکومت نے اسمبلی سے شریعت بل کو بغیر کسی اپوزیشن ممبر کے اختلاف واعتراض کے ایک متفقہ قرارداد کی صورت میں منظور کیا اور یوں نظریہ و تخلیق پاکستان کے ایک اہم ترین مقصد کی جانب اہم پیش رفت ہوئی۔ اس موقع پر خداوند کریم کا جتنا بھی شکر امتنان ادا کیا جائے وہ کم ہے۔ ذالک فضل الله یوتیه من یشآء

ہم اس موقع پر متحدہ مجلس عمل کے قائدین وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد' صوبائی اسمبلی کے ممبران اور شریعت کمیٹی کو مبارکباد وخراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

تحریک پاکستان اور تقسیم ہند کے وقت مسلم لیگ کا صرف یہی ایک نعرہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ' چنانچہ مسلمانانِ برصغیر نے اس نعرے کی بنیاد پر تخلیق پاکستان میں وہ بنیادی کردار ادا کیا جو کہ اب تاریخ کا ایک سنہرا اور زرین باب بن چکا ہے۔ اس وقت مسلم لیگی لیڈر اور قائدین یہ کہا کرتے تھے کہ مسلمانوں کیلئے ایک ایسی آزاد وخودمختار مملکت کی ضرورت ہے جس میں اسلام کا نظامِ عدل وانصاف اور قرآنی قانون نافذ ہو' جہاں مسلمان اپنی مرضی سے اپنے دینی قوانین پر عمل کرتے ہوئے زندگی گزار سکیں۔ گویا یہ ایک بھرپور اسلامی اور نظریاتی ملک ہوگا۔ اُس وقت اس کے ساتھ لبرل اور سیکولر کے لاحقے وسابقے نہیں تھے جو کہ آج کل بعض حلقے اور خود صدر پاکستان جنرل مشرف مختلف تقریبات میں گاہے بگاہے اظہار کرتے رہتے ہیں جو کہ سراسر تاریخی اعتبار سے غلط ہے۔

چنانچہ خالص نظریاتی مملکت کی بنیاد پر دنیا کے نقشہ پر پاکستان کی صورت میں یہ مملکت خداداد ابھری اور اُس وقت یہ صرف مسلمانوں کی امید نہیں بلکہ ان کا یقین کامل تھا' کہ اب اس نئی مملکت میں شریعت کی بہاریں آئیں گی اور جس مقصد کیلئے لاکھوں مسلمانوں نے خون کا نذرانہ دیا تھا' ان کی روحیں عالم علیین میں اس کے نفاذ کے بعد آسودہ ہوں گی۔ لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ...... اور کچھ عرصہ کے بعد ہی انہیں اندازہ ہوگیا تھا اور یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ

ے یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیدہ سحر　　وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں

۱۹۴۷ء سے لے کر ۲۰۰۳ء تک منزل کا حصول تو دور کی بات ہے وہ ''منزل مراد'' بھی آنکھوں سے اوجھل ہوگئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج مملکت خداداد پاکستان ''سرزمین بے آئین'' کا نقشہ پیش کررہی ہے۔حکومت اور اپوزیشن کے درمیان محاذ آرائی زوروں پر ہے بلکہ یوں کہیے کہ ملک کے اعلیٰ ترین اداروں پارلیمنٹ' صدر پاکستان اور فوج کے درمیان حالت جنگ جیسی کیفیت ہے۔اور ملک اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔

المختصر اکتوبر ۲۰۰۳ء کے انتخابات میں پاکستان کی متعدد دینی سیاسی جماعتوں نے عالمی حالات اور ملکی نازک صورتحال کا جائزہ لے کر اور ایک عظیم اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے انتخابات میں حصہ لیا اور عوام کو یہ منشور پیش کیا کہ ہم تخلیق پاکستان کے عظیم مقصد یعنی اسلامی قوانین کا نفاذ اقتدار میں آکر کریں گے اور خدا کی زمین پر خدا کا نظام ہی سپریم لاء ہوگا۔ چنانچہ تمام پاکستان میں بالعموم اور صوبہ سرحد و بلوچستان میں بالخصوص عوام نے اس اتحاد کی بھرپور پذیرائی کی اور پاکستان کی انتخابی تاریخ میں پہلی دفعہ علماء اور دیندار حضرات کی ایک بڑی تعداد اسمبلیوں میں پہنچی۔لیکن مغرب پرست حکمرانوں کیلئے یہ تبدیلی انتہائی کڑوی ثابت ہوئی اور خصوصاً ان کے آقا امریکہ و مغرب اس پر کافی سیخ پا بھی ہوئے کیونکہ ان کیلئے علماء اور اسلامی نظام کی کامیابی ایک خطرناک پیغام کی حیثیت رکھتا ہے' چنانچہ روز اول ہی سے جنرل مشرف اور ان کے سرپرست اور مغرب زدہ مشیر مختلف حیلوں سے مجلس عمل کی راہ میں روڑے اٹکاتے رہے۔مگر بالآخر صوبہ سرحد میں بلاشرکت غیرے متحدہ مجلس عمل کی حکومت بن گئی اور بلوچستان میں مخلوط حکومت۔ چنانچہ سرحد حکومت نے انتہائی قلیل وقت میں مسودہ قانون یعنی شریعت بل تیار کیا اور پھر اس کو متفقہ طور پر اسمبلی سے پاس بھی کرایا۔سرحد اسمبلی نے اپنے دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے حتی الوسع ایسا جامع مسودہ قانون تیار کیا جس سے ان حالات میں بہتر خاکہ پیش نہیں کیا جاسکتا تھا۔

انتخابات کے نتائج سے یہ بات معلوم تھی کہ مجلس عمل کی حکومت صوبہ سرحد میں بنے گی اور ظاہر ہے کہ ان کی ترجیحات بھی وہی ہونگی جس نعرے پر انہوں نے ووٹ حاصل کئے تھے چنانچہ اسی وقت سے سازشی عناصر سازشوں کے تانے بانے بنتے رہے اور عین شریعت بل کے پیش ہوتے ہی سرحد میں ایک بھرپور سازش کے تحت ناظمین نے جعلی استعفوں کا ڈرامہ رچایا۔اس ڈرامے کے پیچھے وفاقی حکومت اور اعلیٰ حکام ہی کارفرما تھے۔انہی کی طرح دوسری سیکولر اور دین و مذہب بیزار قوتوں کو بھی یہ شریعت بل ہضم نہیں ہورہا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا پر بھی اس کے خلاف ہنگامہ کھڑا کردیا گیا اور اب بھی بہت بڑی مخالفانہ و ابلیسانہ مہم شروع ہے۔لیکن ان سب کے علی الرغم سرحد اسمبلی نے وہ تاریخی کارنامہ انجام دیا' جو کہ تاریخ پاکستان میں سنہرے حروف سے لکھا جائیگا اور 2 جون کی صبح ایک حیات تازہ کی نوید لیکر طلوع ہوئی۔

اب جبکہ شریعت بل منظور ہوچکا ہے۔ اب اہم ترین مرحلہ اس پر عمل درآمد کا ہے تاکہ عوام

اس بہار نو کے تازہ جھونکوں اور عطر بیز ہواؤں سے حقیقتاً معطر ہوسکیں۔صرف زبانی جمع خرچ اور قرارداد کی منظوری تک ہی بات محدود نہ ہو' اس کیلئے مجلس عمل کے زعما اور سرحد حکومت کو انتہائی محنت کرنی ہوگی اور انہیں پل صراط سے گزرنا ہوگا اور اسکے ساتھ امریکہ' عالم کفر' مخالف وفاقی حکومت' گورنر سرحد اور بہت سے شیطانی چیلے اس نظام کو آسانی سے کامیاب ہونے بھی نہیں دیں گے اور آئے دن طرح طرح کی سازشوں اور ہتھکنڈوں سے اس کو ناکام بنانے کی کوشش کریں گے اور یہ بھی اندیشہ ہے کہ مستقبل قریب میں لادین سیاسی جماعتوں اور وفاق کی جانب سے ایک بڑا طوفان بھی سرحد حکومت کے خلاف اٹھایا جائیگا۔ان حالات میں صوبائی حکومت اور مجلس عمل کو چاہیے کہ وہ کسی بھی طرح سے کسی جزوی یا غیر ضروری اور فروعی مسائل میں نہ الجھیں اور اپنی تمام تر توجہ نفاذ شریعت کے عملی اقدامات کی طرف مبذول کرائیں' ورنہ یہ ایک تاریخی موقع ہے اگر ہاتھ سے گیا تو پھر شاید دوباید۔

ے رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر یک لحظہ گر غافل شدم صد سالہ راہم دور شد

پشاور میں جماعت اسلامی کے کارکنوں کی ہنگامہ آرائی

ان دنوں پورے ملک کے پریس اور خصوصاً عالمی میڈیا میں یہ بات موضوع بحث بنی ہوئی ہے کہ اگر صوبہ سرحد میں شریعت بل کا نفاذ عملاً ہوگیا تو لوگوں کی املاک اور کاروباری اداروں کا کیا مستقبل ہوگا؟ اور اس کے علاوہ بھی طرح طرح کے الزامات' خدشات وخرافات کا طوفان بھی اٹھایا جارہا ہے۔لیکن اس طوفان کے اٹھانے اور مخالفین کو انگشت نمائی کا موقع فراہم کرنے کا سہرا جماعت اسلامی پاکستان کے سر پر ہے۔جو کہ خود کو لبرل' ماڈرن' آزاد خیال اور منظم اور بااصول اسلامی جماعت کہلانے کی ''دعویدار'' ہے اور متحدہ مجلس عمل کی اہم بڑی جماعت میں اس کا شمار بھی ہوتا ہے۔اس جماعت کے اعلیٰ عہدیداروں' ایم این ایز' اور پارٹی ورکروں نے (عین ان دنوں جب اسمبلی میں شریعت بل پیش ہونے والا تھا) ایک بڑے ہجوم کی صورت میں پشاور میں مختلف ملکی اور غیر ملکی کمپنیوں کے لاکھوں روپوں کے سائن بورڈز اور اشتہاری پوسٹرز وغیرہ تباہ وبرباد کرکے توڑ ڈالے اور اس کے ساتھ پورے شہر کو اپنے مسلح ورکروں اور ڈنڈابردار غنڈوں کے ذریعے سے ہراساں بھی کیا۔اس ناعاقبت اندیش حرکت سے صوبہ سرحد اور خصوصاً پشاور کے شہریوں اور کاروباری حلقوں اور مجلس عمل کے عام دیندار ووٹروں پر انتہائی غلط تاثر قائم ہوا۔اور خود مجلس عمل کے مرکزی قائدین اور صوبائی حکومت بھی اپنے ہی شریک اقتدار نادان دوستوں کی اس نازیبا حرکت پر حیراں و پریشاں ہوگئی۔

مقام تعجب ہے کہ یہ ''حرکت دانستہ یا غیر دانستہ'' کن وجوہات اور کن مصلحتوں کی بناء پر شریعت بل کے پیش ہونے سے ایک روز قبل کی گئی۔اس حرکت سے دنیا کو' وفاقی حکومت اور کاروباری حلقوں کو کون سا پیغام دینا مقصود تھا؟ اس اقدام سے مجلس عمل کے اتحاد کو کون سی تقویت فراہم کی گئی؟ حقیقت میں اس واقعہ سے صوبائی حکومت کی پورے

ملک میں جگ ہنسائی ہوئی۔ معلوم نہیں کہ یہ بیٹھے بٹھائے ان نادان دوستوں کو کیا سوجھی کہ خود کو بھی معتوب کیا اور صوبائی حکومت کو بھی سیاسی نقصان پہنچایا۔ اس لئے آج جنرل مشرف اور اس کے ہمنوا سرحد حکومت کو دباؤ میں لا رہے ہیں اور اس اقدام کی وجہ سے ہی شریعت بل کا نفاذ بھی خطرے میں پڑ گیا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ جماعت اسلامی کی متین سنجیدہ اور ''لبرل'' اعلیٰ قیادت طالبان کے مختلف اقدامات پر ہر وقت چیں وجبیں رہتی اور ان کو ہدفِ تنقید بناتی رہتی۔ آج اپنے اس اقدام کی علی الاعلان اور درونِ خانہ حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ معلوم نہیں کہ اس مقصد کے پیچھے کون سی منطق اور کون سے عوامل کارفرما ہیں؟

جو تیری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی　　وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

حضرت مولانا اللہ وسایا قاسم رحمہ اللہ کی حادثاتی وفات

گزشتہ دنوں مذہبی اور علمی حلقوں کی نامی گرامی اور باکمال شخصیت حضرت مولانا اللہ وسایا قاسم عین عالم شباب میں حادثاتی موت کا شکار ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی شہادت کے موقع پر ملک بھر کے رسائل اور اخبارات میں آپ کی ہر دلعزیز شخصیت کے متعلق بہت کچھ ان دنوں لکھا جا رہا ہے۔ جو اس بات کی گواہی ہے کہ مرحوم باوجود سادگی، ملنگ ساری، اور غریب گھرانے سے تعلق رکھنے کے باوجود علمی، جہادی اور صحافتی حلقوں میں انتہائی مقبول تھے۔ مرحوم کا سیاسی تعلق جمعیت علماء اسلام کیساتھ انتہائی جذباتی نوعیت کا تھا۔ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی قدس سرہ العزیز اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کیساتھ ان کی عقیدت ومحبت بے مثل و بے نظیر تھی۔ آپ آخر دم تک سیاسی نقطہ نگاہ سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا ساتھ دیتے رہے۔ آپ کافی عرصہ تک لاہور اور اسلام آباد میں جمعیت کے دفاتر کے ناظم بھی رہے۔ آپ انتہائی امانت دار، ملنسار اور باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے۔ بعد میں آپ جہادی میدان میں مصروف عمل ہو گئے اور اپنا تن من دھن اعلائے کلمۃ اللہ اور اللہ کے سپاہیوں کی خدمت گزاری کیلئے وقف کر دیا۔ آپ صحافتی میدان کے بھی شہسوار رہے۔ ترجمان اسلام لاہور اور دیگر متعدد رسالوں سے آپ وابستہ تھے۔ راقم کے ساتھ بھی آپ کا تعلق انتہائی برادرانہ اور بے تکلفانہ تعلق تھا۔ اکثر اکوڑہ خٹک آتے جاتے اور متعدد مسائل پر سیر حاصل گفتگو جاری رہتی۔ الغرض آپ کی ذات کمالات و خوبیوں کا ایک گلدستہ تھا جو بے وقت اجل کی تپتی دھوپ کے ہاتھوں مرجھا گیا۔ آپکی جواں سال شہادت پر ہر دل سوگوار اور ہر آنکھ اشکبار ہے۔ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور ادارہ آپکے پسماندگان کیساتھ اس موقع پر دلی تعزیت کرتا ہے اور مرحوم کے رفع درجات کیلئے قارئین سے دعا کی اپیل کرتا ہے۔

ہائے گلچینِ اجل کیا تجھ سے نادانی ہوئی
پھول وہ توڑا کہ گلشن بھر میں ویرانی ہوئی

سرحد کی صوبائی اسمبلی سے منظور شدہ شریعت بل اور پیش ہونے والا متوقع حسبہ ایکٹ کا مکمل متن

۳ جون ۲۰۰۳ کو صوبہ سرحد اسمبلی نے شریعت بل کو ایک متفقہ قرارداد کی صورت میں ایوان سے منظور کر کے ایک تاریخ ساز فیصلہ صادر کیا۔ہم قارئین ''الحق'' اور علمی حلقوں کے افادہ کیلئے یہ تاریخی مسودہ اور پیش ہونے والا متوقع حسبہ ایکٹ من وعن پیش کر رہے ہیں .... (ادارہ)

تمہید:

ہرگاہ کہ اس تمام کائنات میں حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس ملک خداداد کے شمال مغربی سرحدی صوبہ میں عوام کے منتخب نمائندوں کو اس کے تفویض کردہ اختیارات ایک مقدس امانت ہیں۔

وہرگاہ کہ قرارداد مقاصد کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں سمو کر اسکا مستقل حصہ قرار دیا جاچکا ہے۔

وہرگاہ کہ اسلام کو ملک خداداد پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا جاچکا ہے' بنابریں تمام مسلمانوں کے لئے واجب ہے کہ وہ قرآن پاک وسنت نبویؐ کے احکامات کے مطابق اپنی زندگیاں گزاریں اور اپنے آپ کو مکمل طور پر احکامات خداوندی کا تابع کریں۔

وہرگاہ کہ اسلامی ملک کا ایک بنیادی خاصہ ہے کہ وہ اپنے باشندوں کی عزت نفس' جان' آزادی ودیگر بنیادی حقوق' جسکی آئین میں ضمانت دی گئی ہے' کو یقینی بنائے اور انہیں سستا اور فوری انصاف بلا کسی امتیازی سلوک کے مہیا کرے۔

وہرگاہ کہ اسلامی طرز حیات کا تانا بانا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فلسفہ پر قائم ہے۔

وہرگاہ کہ مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کیلئے یہ ضروری ہے کہ ان اقدامات کو آئینی وقانونی تحفظ فراہم کیا جائے

۱۔ **مختصر عنوان' وسعت اور آغاز:**

(۱) اس قانون کو شمال مغربی سرحدی صوبہ شرعی قانون مجریہ ۲۰۰۳ء کے نام سے پکارا جائے گا۔

(۲) اس کا اطلاق پورے شمال مغربی سرحدی صوبہ پر ہوگا۔

(۳) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

(۴) یہ قانون غیر مسلموں کے شخصی قوانین، مذہبی آزادی، رسم و رواج و طرز زندگی پر لاگو نہیں ہوگا۔

۲۔ شریعت کی تعریف

اس ایکٹ میں شریعت سے مراد قرآن و سنت میں بیان کردہ یا ان سے اخذ کردہ احکامات ہوں گے۔

۳۔ شریعت کی بالادستی:

پورے شمال مغربی سرحدی صوبہ میں صوبائی دائرہ اختیار کی حد تک شریعت بالادست قانون ہوگا

۴۔ قوانین کی تشریح و تعبیر

صوبہ سرحد میں قائم تمام عدالتیں صوبائی دائرہ اختیار میں آنے والے قوانین کی تشریح و تعبیر شریعت کے مطابق کرنے کی پابند ہوں گی۔

وضاحت

(الف) دیگر کسی قانون میں ایک سے زائد تشریح و تعبیر کی گنجائش ہو تو عدالتیں اس تشریح و تعبیر کو اختیار کرنے کی پابند ہوں گی جو شریعت کے مطابق ہو۔

(ب) اگر مذکورہ قوانین کی تشریح و تعبیر میں صرف دو صورتیں ممکن ہوں تو عدالتیں اس تشریح و تعبیر کو اختیار کرنے کے پابند ہوں گی، جو شریعت کے مطابق ہو۔

۵۔ حکومت اور شہریوں کی طرف سے شرعی احکامات اور اقدار کی پاسداری:

صوبہ سرحد میں ہر مسلمان شہری شرعی احکامات کا پابند ہوگا اور اس طرح صوبائی حکومت اور اس کے اہلکاران کو شرعی اقدار کا پاسدار بنانے کیلئے قانونی ضوابط مرتب کئے جائیں گے۔ قانون سازی کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے گا کہ کوئی بھی قانون شریعت یا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے متصادم نہ ہو۔

۶۔ شریعت کی تعلیم اور تربیت:

صوبائی حکومت شریعت کی تعلیم و تربیت کیلئے درج ذیل سطح پر مناسب قدم اٹھائے گی۔

(الف) صوبے کے زیر انتظام لاء کالجز میں اسلامی فقہ کو نصاب میں شامل کرنا۔

(ب) عربی زبان کی تعلیم اور ترویج

۷۔ تعلیمی نظام میں شریعت کی عملداری:

(۱) صوبائی حکومت اس امر کو یقینی بنائے گی کہ اس کا تعلیمی نظام شریعت کی درس و تدریس اسلامی کردار سازی اور اسلامی تربیت کا ضامن ہو۔

(۲) قانون ہذا کے نفاذ کے ایک ماہ کے اندر صوبائی حکومت ایک تعلیمی کمیشن مقرر کرے گی، جو علماء تعلیمی ماہرین،

فقہاء اور عوامی نمائندوں پر مشتمل ہوگی اور ان میں سے ایک کو اس کمیشن کا چیئرمین مقرر کیا جائیگا۔

(۳) کمیشن موجودہ تعلیمی نظام کا جائزہ لیگی اور ذیلی دفعہ (۱) میں درج مقاصد کے حصول کیلئے سفارشات پیش کریگی

(۴) کمیشن کی رپورٹ وصول ہونے پر اسے صوبائی اسمبلی میں ضروری قانون سازی کیلئے پیش کیا جائیگا۔

(۵) صوبے کے زیر انتظام تمام ادارے، مقامی حکومتیں اور انتظامی حکام کمیشن کے ساتھ تعاون کرنے کے پابند ہوں گے اور محکمہ تعلیم، شمال مغربی سرحدی صوبہ کمیشن کے انتظامی امور کا ذمہ دار ہوگا۔

۸۔ معیشت کی اسلامی خطوط پر استواری:

(۱) معیشت کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے اور اسلامی معیشت کے اصول و اغراض و مقاصد کے حصول کیلئے صوبائی حکومت قانون ہذا کے نفاذ کے ایک ماہ کے اندر معاشی اصلاحی کمیشن مقرر کرے گی جو ماہرین معاشیات، بنکار، فقہا اور علماء پر مشتمل ہوگی جن میں ایک اس کا چیرمین ہوگا۔

(۲) معاشی اصلاحی کمیشن کے ذمے درج ذیل امور ہوں گے۔

(الف) ان اقدامات کی سفارش جن کے ذریعے معیشت کو اسلامی خطوط پر استوار کیا جا سکے، ان اقدامات میں موجودہ نظام کا قابل عمل متبادل بھی شامل ہوگا۔

(ب) آئین کے مطابق لوگوں کی معاشی اور معاشرتی بہبود کیلئے اقدامات ولائحہ عمل کی نشان دہی۔

(ج) موجودہ مالی قوانین اور قوانین بابت حصولی ٹیکس، انشورنس اور بنکنگ کا اس نقطہ نظر سے جائزہ کہ آیا یہ قوانین شریعت کے مطابق ہیں یا اس سے متصادم اور اگر متصادم ہیں تو انہیں شریعت کے مطابق بنانے کی تجاویز وغیرہ۔

(د) سود کے نظام کا خاتمہ کرنے کے لئے تجاویز اور متبادل انتظامات کی نشاندہی۔

(ر) معاشی اصلاحی کمیشن وقتاً فوقتاً اپنی تجاویز حکومت کو پیش کرے گی جسے اسمبلی میں پیش کیا جائیگا، تمام صوبائی حکومتی ادارے اور حکام کمیشن کے ساتھ تعاون کرتے کے پابند ہوں گے، محکمہ خزانہ کمیشن کے انتظامی امور نمٹانے کا ذمہ دار ہوگا۔

۸۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلامی کی تشہیر و ترویج:

وہ ذرائع ابلاغ جن تک صوبائی حکومت کی رسائی ہو بشمول اسلام کی تشہیر اور ترویج کے ان مقاصد کے لئے استعمال ہوں گے جو اسلام کی تعلیمات کے خلاف نہ ہوں۔

۱۰۔ جان و مال اور شخصی آزادی کا تحفظ: ہر شہری کی جان و مال، عزت و آبرو اور شخصی آزادی کے تحفظ کیلئے صوبائی حکومت ضروری انتظامی اور قانونی قدم اٹھائے گی جس میں اسلحہ کی نمائش پر پابندی بھی شامل ہوگی۔

۱۱۔ رشوت خوری کا خاتمہ:

صوبائی حکومت رشوت، دھونس، دھاندلی کے خاتمے کے لئے انتظامی احکامات کے ساتھ ساتھ ضروری قانون سازی کرے گی ہم چوں قسم کے جرائم کی روک تھام کے لئے مثالی اور سخت تعزیری سزائیں مقرر کرے گی۔

۱۲۔ سماجی برائیوں کا خاتمہ:

صوبائی حکومت معاشرہ سے سماجی برائیوں کے خاتمہ کیلئے قرآن پاک کے حکم کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کریگی اور اس کی بابت انتظامی احکامات کے ساتھ ساتھ ضروری قانون سازی کرے گی۔

۱۳۔ بے حیائی اور آوارہ گردی کا خاتمہ:

صوبائی حکومت انتظامی احکامات کیساتھ ساتھ قانون سازی کے ذریعے بے حیائی اور آوارہ گردی کا سدباب کرے گی۔

۱۴۔ صوبہ کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات میں عدالتی نظام کی اصلاح:

(۱) صوبائی حکومت قانون ہذا کے نفاذ کے ایک ماہ کے اندر ایک عدالتی اصلاحی کمیشن مقرر کرے گی جو علماء و فقہا اور قانونی ماہرین پر مشتمل ہوگی جن میں سے ایک اس کا چیئرمین ہوگا اور عدالتی اصلاحی کمیشن درج ذیل امور پر سفارشات پیش کرے گی۔

(الف) صوبہ کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات میں رائج الوقت قانون کا جائزہ۔

(ب) موجودہ قانون میں موجود نقائص کی نشاندہی اور متبادل تجاویز

(ج) اسلامی ضابطہ دیوانی، اسلامی ضابطہ فوجداری، اور اسلامی قانون شہادت کی تدوین

(۲) عدالتی اصلاحی کمیشن کی سفارشات موصول ہونے پر صوبائی حکومت اسے صوبہ کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات میں نافذ کرنے کے لئے گورنر صوبہ سرحد کو پیش کرے گی۔

(۳) صوبائی حکومت کے جملہ ادارے اور حکام کمیشن کی معاونت کریں گے اور محکمہ قانون صوبہ سرحد کمیشن کے انتظامی امور نمٹانے کی ذمہ دار ہوگی۔

۱۵۔ اختیار قواعد: صوبائی حکومت ایکٹ ہذا کے مقاصد کے حصول کے لئے قواعد بنائے گی۔

مقاصد و وجوہات

صوبائی حکومت کا یہ فرض بنتا ہے کہ اپنے دائرہ اختیار کی حد تک اسلامی شریعت کا نفاذ کرے اس لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین سال ۱۹۷۳ء کے دائرے میں رہتے ہوئے نفاذ شریعت کیلئے قانون سازی کیلئے مسودہ قانون پیش ہے۔

حسبہ ایکٹ

تمہید:

ہرگاہ کہ اس تمام کائنات میں حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس ملک خداداد کے شمال مغربی سرحدی صوبہ میں عوام کے منتخب نمائندوں کو اس کے تفویض کردہ اختیارات ایک مقدس امانت ہیں۔

و ہرگاہ کہ اسلامی نظام کی ترویج کا تانابانہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے گرد گھومتا اور پروان چڑھتا ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے علاوہ دیگر اقدامات کے ایک ایسے ادارہ احتساب کا قیام بھی ضروری ہے جو معاشرے کے ہر طبقے بشمول خواتین، اقلیت و کم سن بچوں کے حقوق کی موثر طور پر نگرانی کر سکے اور انہیں معاشرے میں وقوع پذیر ہونے والے ممکنہ برائیوں اور ناانصافیوں سے بچا سکے۔

و ہرگاہ کہ یہ بھی ضروری ہے کہ احتساب کے حوالے سے محتسب کے دائرہ اختیار کو سرکاری انتظامیہ و دفاتر تک پھیلایا جائے تاکہ انتظامیہ میں ممکنہ ناہمواریوں، ناانصافیوں، زیادتیوں اور اختیارات کے بے جا استعمال کا ازالہ کیا جا سکے۔ لہٰذا مندرجہ ذیل قانون کا نفاذ کیا جاتا ہے:

۱۔ مختصر عنوان، وسعت اور آغاز

(۱) اس قانون کو شمال مغربی سرحدی صوبہ حسبہ ایکٹ مجریہ ۲۰۰۳ء کے نام سے پکارا جائے گا۔

(۲) اس کا اطلاق پورے صوبہ سرحد پر ہوگا۔

(۳) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

۲: تعریفات: اس ایکٹ میں مذکورہ اصطلاحات کی تعریف (بشرط موافقت سیاق و سباق) درج ذیل ہوگی۔

(۱) ''ایجنسی'' سے مراد محکمہ، کمیشن یا دفتر صوبائی حکومت، کارپوریشن یا کوئی دوسرا ادارہ جو کہ صوبائی حکومت نے قائم کیا ہو یا اس کے زیر کنٹرول ہو لیکن اس میں عدالت عالیہ اور اس کے تحت اور زیر کنٹرول عدالت ہائے داخل نہیں ہوں گے۔ البتہ صوبائی اسمبلی اور اس کا سیکرٹریٹ اس میں شامل ہوگا۔

(۲) ''امر بالمعروف'' سے مراد ہے نیکی کا حکم دینے کی ذمہ داری کو پورا کرنا جیسا کہ قرآن حکیم اور سنت نبوی ﷺ میں بیان کیا گیا ہے۔

وضاحت: قانون ہذا کی اغراض کیلئے امر بالمعروف سے مراد ایسے معاملات میں نیکی کا حکم دینا ہے جہاں سوائے قانون ہذا کے تحت مہیا کی گئی صورت کے دادرسی کی کوئی دوسری قانونی، عدالتی یا انتظامی صورت موجود نہ ہو۔

(۳) حسبہ فورس سے مراد وہ فورس ہے جو محتسب کو پولیس فورس سے وقتاً فوقتاً مہیا کی جائے۔

(۴) نہی عن المنکر سے مراد ہے' برائی سے روکنے کی ذمہ داری پوری کرنا جیسا کہ قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ میں اس کا تقاضا کیا گیا ہے یا وہ جملہ امور جو قرآن اور سنت کی روشنی میں صوبائی محتسب مشاورتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں وقتاً فوقتاً منظور کرے۔

(۵) بدعنوانی میں ہر وہ فیصلہ' اقدام اور سفارش اور عمل اور کوتاہی شامل ہوگا جو......

(ا) خلاف قانون' وخلاف قاعدہ' خلاف ضابطہ یا طے شدہ ضابطہ کار کے خلاف ہو لیکن اس میں ایسے فیصلے یا اقدام شامل نہیں ہوں گے جس کے لئے معقول وجوہات موجود ہوں یا نیک نیتی کے تحت صادر کئے گئے ہوں یا اٹھائے گئے ہوں۔

(ب) جانبدارانہ' تکلیف دہ نامعقول' غیر منصفانہ سنگدلانہ اور امتیازی ہو یا

(ج) غیر متعلقہ دلائل پر مبنی ہو یا

(د) قانونی اختیارات کا ناجائز استعمال یا پھر قانونی اختیارات کے استعمال میں غفلت جس کا مقصد ذاتی اغراض کا حصول ہو جیسا کہ رشوت' اقرباء پروری بے جا حمایت اور اختیارات سے تجاوز

(ر) غفلت' بے توجہی' تاخیر' صلاحیت کا فقدان' عدم دلچسپی یا اسی طرح کے دیگر عوامل جو ذمہ داری اور فرائض کی انجام دہی میں روا رکھا گیا ہو۔

(۶) ''دفتر'' سے مراد حسبہ صوبہ سرحد کا دفتر ہے۔

(۷) ''صوبائی مشاورتی کونسل'' سے مراد وہ کونسل ہے جو ایکٹ ہذا کے تحت قائم کی جائے گی۔

(۸) ''صوبہ'' یا ''صوبہ سرحد'' سے مراد شمال مغربی سرحدی صوبہ ہوگا۔

(۹) ''محتسب'' سے مراد صوبائی محتسب اور ضلعی محتسب ہوگا جو ایکٹ ہذا کے تحت مقرر کیا جائے گا۔

(۱۰) ''مقرر کردہ قواعد'' سے مراد ایکٹ ہذا کے تحت بنائے گئے قواعد ہوں گے۔

(۱۱) ''پبلک سرونٹ'' سے مراد دفعہ ا تعزیرات پاکستان سال (۱۸۸۰ء) میں بیان کردہ اشخاص سے ہے۔

(۱۲) ''سٹاف'' سے مراد ملازم یا دفتر کا کمشنر' منتخب / نامزد شریک کار' مشیر' ماہر' ماتحت' افسر رابطہ افسر وغیرہ ہوگا۔

(۱۳) ''حکومت'' سے مراد حکومت صوبہ سرحد ہوگا۔

(۱۴) ''عالم' دین سے مراد (H-E-C) (ہائر ایجوکیشن کمیشن) سے منظور شدہ وفاق ہائے میں سے کسی وفاق کا شہادۃ العالیہ کا حامل ہونے کے ساتھ کم از کم میٹرک پاس شخص ہے۔

(۱۵) ''ماہر وکیل'' سے مراد وہ شخص ہے جو وکالت کے پیشہ میں دس سال کا تجربہ رکھتا ہو۔

(۱۶) ''صحافی'' سے مراد وہ شخص ہے کہ جو ایم اے جرنلزم ہو یا شعبہ صحافت میں دس سالہ تجربہ رکھتا ہے۔

۳: <u>محتسب کا تقرر:</u>

(۱) صوبہ سرحد کیلئے ایک محتسب ہوگا جس کا تقرر گورنر صوبہ سرحد' وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد کے مشورے سے کریگا۔

(۲) محتسب وہ شخص ہوگا جو مستند عالم دین اور وفاقی شرعی عدالت کا جج بننے کا اہل ہو۔

(۳) چارج سنبھالنے سے قبل محتسب وزیر اعلیٰ کے روبرو شیڈول میں دیئے گئے حلف نامہ کے مطابق اپنے عہدے کا حلف اٹھائے گا۔

(۴) محتسب جملہ امور کی انجام دہی میں اور اختیارات خود کے استعمال میں آزادی' دیانتداری' اور محنت سے کام لے گا اور صوبہ کے تمام حکام ان کی معاونت کرنے کے پابند ہوں گے۔

۴: <u>میعاد:</u>

(۱) صوبائی محتسب کے عہدہ پر کسی شخص کا تقرر ۴ سال کے لئے ہوگا البتہ مجاز اتھارٹی کو اس مدت میں مزید توسیع کرنے کا اختیار ہوگا۔

(۲) محتسب کسی بھی وقت تحریری استعفیٰ پیش کر کے خود کو فارغ کر سکتا ہے۔

۵: <u>ممانعت</u>

(۱) محتسب اپنی تقرری کے دوران اور کوئی منافع بخش عہدہ یا پیشہ اختیار نہیں کر سکے گا۔

(۲) محتسب اپنی میعاد تقرری کے اختتام سے دو سال کے عرصہ تک قومی یا صوبائی اسمبلی کا ممبر بننے کا اہل نہ ہوگا۔

۶: <u>محتسب کے شرائط ملازمت اور تنخواہ وغیرہ</u>

(۱) صوبائی محتسب ان جملہ مراعات' الاؤنسز کا تنخواہ کا حقدار ہوگا جو وفاقی شرعی عدالت کے جج کو حاصل ہیں۔

(۲) محتسب کو ذہنی یا جسمانی معذوری اور بدعنوانی کے ارتکاب کی بناء پر معزول کیا جاسکتا ہے اور اس سلسلے میں محتسب کو قبل از وقت نوٹس دیا جائے گا۔ اور اگر محتسب اپنی معزولی کی وجوہات کو غلط سمجھتا ہے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ عدالت عالیہ سے رجوع کرے جس کی شنوائی عدالت عالیہ پشاور کے ڈویژن بینچ کے روبرو ہوگی اور اگر ایسی سماعت ۹۰ دن کے اندر عمل میں نہ آئے تو محتسب کے خلاف نوٹس معزولی موثر ہو جائے گی۔

(۴) اگر محتسب مذکورہ دفعہ کے ذیلی دفعہ ۳ کے تحت سماعت کی درخواست کرے تو اسی تاریخ سے وہ اپنا فرض منصبی بجالانے سے فوراً رک جائے گا۔

(۵) اگر محتسب کو بدعنوانی کے الزام کے تحت ہٹایا گیا تو وہ کسی سرکاری محکمے میں کم از کم ۴ سال تک ملازمت اور قومی یا صوبائی اسمبلی کا ممبر بننے کا اہل نہ ہوگا۔

۷: قائم مقام محتسب

(۱) اگر صوبائی محتسب کسی وجہ سے مثلاً رخصت وغیرہ کی بناء پر اپنے دفتر میں حاضر نہ ہوتو مجاز اتھارٹی کسی بھی ضلعی محتسب کو اس کی جگہ قائم مقام صوبائی محتسب مقرر کریگی۔

(۲) اگر صوبائی محتسب کا عہدہ کسی اور وجہ سے خالی ہوتو صوبائی حکومت قائم مقام محتسب مقرر کرے گی۔

۸: سٹاف کی تقرری اور شرائط ملازمت:

(ا) محتسب کے سٹاف ممبران کی شرائط ملازمت اور تنخواہ الاؤنسز حکومت مختص کرے گی۔

(ب) ضلع محتسب جدول ب میں دیئے گئے حلف نامہ کے مطابق صوبائی محتسب کے روبرو اپنے عہدے کا حلف اٹھائیں گے۔

۹: محتسب کے اختیارات وفرائض محتسب کسی شخص کی تحریری یا زبانی درخواست و عدالت عالیہ‘عدالت عظمی یا کسی بھی عدالت یا صوبائی اسمبلی کے ریفرنس پر یا ازخودنوٹس لیکر:

(ا) کسی بھی ایجنسی یا اس کے اہلکار یا ملازم کے خلاف بدعنوانی کے الزام یا الزامات کی تفتیش کرنے کا مجاز ہوگا۔

(ب) صوبائی سطح پر اسلامی اخلاق اور آداب کی نگرانی کرے گا۔

(ج) صوبائی حکومت کے قاءء کردہ یا اس کے زیر کنٹرول ذرائع ابلاغ کی اس نہج پر نگرانی کرے گا کہ نشریات اسلامی اقدار کے ترویج کے لئے کارآمد ہوں۔

(د) اشخاص‘ایجنسی ہائے اور حکام کو جو صوبائی حکومت کے زیر انتظام کام کرتے ہوں خلاف شریعت کام کرنے سے روکنے کے لئے احکامات جاری کرے گا‘اور اچھی حکمرانی کی ترغیب دے گا۔

(ذ) ایسی ہدایات اور اصول وضع کرے گا جو اس دفعہ کے تحت کام کرنے والے حکام کی کارکردگی کو موثر بنانے کیلئے ضروری ہو۔

(ر) صوبائی انتظامیہ کے کام کو سہل اور موثر بنانے کے لئے مدد فراہم کرے گا۔ شرائط یہ ہے کہ محتسب اس امر یا امور میں دخل نہ دے گا۔ جو کسی بھی مجاز عدالت میں زیر سماعت ہو یا جو حکومت اور بیرونی حکومتوں اور ایجنسیوں کے معاہدہ وغیرہ سے متعلق ہو اور یا ان امور سے متعلق ہو جو دفاع‘بری‘بحری‘اور ہوائی فوج اور ان کے متعلق قوانین سے وابستہ ہو۔

۱۰: ضابطہ کار اور شہادۃ

(۱) شکایات تحریری طور پر یا زبانی طور پر متاثرہ فرد یا افراد کی جانب سے یا ان کی فوتیدگی کی صورت میں ان کے ورثا کی طرف سے محتسب کے دفتر میں خود محتسب یا متعلق سٹاف ممبر کو دستی طور پر یا بذریعہ ڈاک‘ای میل‘اور فیکس وغیرہ

سے پہنچایا جائے گا۔

(۲) اگر محتسب کسی معاملہ میں تفتیش کرنا چاہے تو متعلق شکایات کی بابت ایجنسی کے پرنسپل دفتر یا اس کے ذیلی دفتر کو براہ راست نوٹس جاری کرتے ہوئے جوابدہی کا حکم دے گا اور اگر مناسب وقت پر متعلقہ ایجنسی یا اس کے زیر کنٹرول افسر مجاز کی طرف سے جواب موصول نہ ہو تو محتسب از خود تفتیش کا آغاز کرے گا۔ یہ تفتیش غیر رسمی ہوگی تاہم مخصوص حالات میں محتسب کسی بھی ضابطہ کار کو عمل میں لاسکتا ہے محتسب کو اختیار ہوگا کہ وہ بذات خود یا اس کا نامزد کردہ اہل کار متعلقہ ایجنسی کے دفتر کا ریکارڈ چیک کرے بشرطیکہ مملکت کے راز سے متعلق نہ ہو۔ اگر محتسب کسی شکایت پر کسی قسم کی کاروائی مناسب نہیں سمجھتا تو وہ شکایت کنندہ کو اس سے متعلق اطلاع دے گا۔ محتسب کو اختیار ہوگا کہ ایکٹ ہذا میں تفویض شدہ اختیارات کو روبہ عمل لانے کے لئے ضابطہ کار اور طریقہ کار آزخود وضع کرے۔

۱۱: <u>نفاذ احکامات</u>

(۱) شکایت پر کاروائی مکمل کرنے کے بعد محتسب کو اختیار ہوگا کہ وہ اس پر عمل درآمد کے لئے متعلقہ محکمہ کے افسر مجاز کو حکم نامہ جاری کرے اور ساتھ ساتھ دوسرے اقدامات جو وہ مناسب سمجھے اٹھائے۔ متعلقہ ایجنسی حکم نامہ میں درج میعاد کے اندر اپنی طرف سے اٹھائے گئے اقدام سے محتسب کو مطلع کرے گا اور حکم عدولی کی صورت میں متعلقہ ایجنسی/ حاکم اہل کار کے خلاف درج ذیل کاروائی ہوگی۔

(ا) حکومت صوبہ سرحد کا ملازمین سے برخاستگی کے قانون مجریہ ۲۰۰۰ء کے تحت مقرر کردہ کوئی ایک یا زائد کاروائی۔

(ب) دوران تفتیش محتسب اور اس کے اہلکار کے ساتھ تعاون نہ کرنے کی صورت میں متعلقہ حاکم/ اہلکار کے خلاف مداخلت بکار بر سرکار کے جرم میں کاروائی۔

(۲) ایکٹ ھذا کے تحت کاروائی کیلئے محتسب کو وہ جملہ اختیارات حاصل ہونگے جو کہ ضابطہ کاروائی کے تحت فریقین کی طلبی انکے بیانات قلمبند کرنے، دستاویزات پیش کرنے، شہادت حاصل کرنے کی بابت عدالت کو حاصل ہیں۔

(۳) اگر محتسب مطمئن ہو کہ زیر بحث شکایت کی بابت کسی بھی سرکاری اہل کار نے قابل تعزیر جرم کا ارتکاب کیا ہے یا اس کے خلاف دیوانی مقدمہ قائم ہوسکتا ہے تو متعلقہ ایجنسی کو حسب قانون مذکورہ بالا کاروائی کا حکم دے گا۔

۱۲: <u>دستاویزات تک رسائی:</u> محتسب اور اس کے اہل کار یا حسبہ فورس کا کوئی ممبر تفتیش کی غرض سے اور دستاویزات تک رسائی کیلئے کسی بھی سرکاری دفتر میں داخل ہونے کا مجاز ہوگا اور دوران تفتیش متعلقہ ریکارڈ کا معائنہ اور نقولات حاصل کرنے کا مجاز ہوگا۔ بشرطیکہ محتسب کا مذکورہ اہل کار ریکارڈ سے کوئی دستاویز قبضے میں لینے کی صورت میں رسید حوالہ کرنے کا پابند ہوگا۔

۱۳: توہین محتسب: محتسب کو توہین عدالت کی سزا دینے میں وہ اختیارات حاصل ہوں گے جو کہ عدالت عالیہ کو حاصل ہیں۔

۱۴: صوبائی مشاورتی کونسل:

(۱) صوبائی محتسب اپنے لئے ایک صوبائی مشاورتی کونسل مقرر کرے گا جس کا وہ خود سربراہ ہوگا جس کی صورت حسب ذیل ہوگی۔

(ا) دو مستند عالم دین (ب) دو سینئر وکلاء (ج) ایک صحافی اور

(د) دو ایسے حکومت کے نمائندے جو بی پی ایس ۲۰ میں تعینات ہوں۔

۱۵: اجلاس مشاورتی کونسل:

(۱) صوبائی محتسب حسب ضرورت کسی بھی امر یا امور میں مشاورت کے لئے صوبائی مشاورتی کونسل کا اجلاس بلائے گا اور اس کے لئے وقت اور جگہ کا تعین کرے گا۔

۱۶: ضلعی محتسب:

(۱) صوبائی محتسب ایک یا ایک سے زائد ضلعوں کے لئے ضلعی محتسب مقرر کرے گا۔

(۲) صوبائی مشاورتی کونسل کا غیر سرکاری ممبر بننے کی اہلیت کے حامل کسی بھی شخص کو ضلع محتسب مقرر کیا جا سکے گا

(۳) ایک سے زائد اضلاع کے لئے ضلعی محتسب مقرر کرنے کی صورت میں اس کے مرکزی دفتر کا تعین صوبائی محتسب کرے گا۔

۱۷: تفویض اختیارات: محتسب تحریری حکم کے ذریعے اپنے اختیارات تحریر میں مذکور طریقے و شرائط کے مطابق ضلعی محتسب کو منتقل کرنے کا مجاز ہوگا۔

۱۸: ضلعی مشاورتی کونسل:

(۱) ضلعی محتسب اپنی تقرری کے فوراً بعد کم از کم پانچ رکنی ضلعی مشاورتی کونسل قائم کرے گا جس کا سربراہ وہ خود ہوگا ممبران میں سے ایک عالم دین، ایک قانون دان ایک صحافی اور ایک ایسا شخص جو متعلقہ ضلع کا معزز ہو اور اچھی شہرت کا حامل ہو اور ایک ضلعی افسر جو صوبائی حکومت کے زیر کنٹرول ہو۔

(۲) ضلعی مشاورتی کونسل ان امور پر مشورہ دے گی جو اسے وقتاً فوقتاً ضلع محتسب حوالہ کرے گا۔

۱۹: تحصیل محتسب:

ضلعی محتسب، صوبائی محتسب کی اجازت سے حسب ضرورت تحصیل کی سطح پر نمائندہ مقرر کر سکے گا۔

۲۰: ملازم سرکار محتسب اور اس کے اہل کار بشمول حسبہ فورس تعزیرات پاکستان کے دفعہ ۲۱ کے تحت پبلک

سرونٹ تصور ہونگے۔

۲۱: استثناء: کوئی بھی عدالت یا ادارہ محتسب کے حکم یا اس کی کاروائی صحت وعدم صحت کے سوال پر کسی قسم کی مداخلت کا مجاز نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی بھی عدالت اس بابت کوئی حکم امتناعی جاری کر سکے گی۔

۲۲: حسبہ فورس ایکٹ ہذا کے تحت امور کی انجام دہی کیلئے محتسب کو حسب ضرورت پولیس فورس مہیا کی جائیگی۔

۲۳: محتسب کے اختیارات (خصوصی)

دفعہ ۹ کے تحت تفویض شدہ اختیارات کو متاثر کے بغیر محتسب کو درج ذیل اختیارات حاصل ہوں گے۔

(۱) پبلک مقامات پر اسلام کی اخلاقی اقدار کی پابندی کروانا۔

(۲) تبذیر یا اسراف کی حوصلہ شکنی خصوصاً شادیوں اور اسطرح کے دیگر خاندانی تقریبات کے موقع پر۔

(۳) جہیز دینے میں اسلامی حدود کی پابندی کروانا۔ (۴) گداگری کی حوصلہ شکنی کرنا

(۵) افطار اور تراویح وقت اسلامی شعائر کے احترام اور ادب وآداب کی پابندی کروانا

(۶) عیدین کی نمازوں کے وقت ایسی مساجد کے آس پاس جہاں نماز جمعہ ہو رہی ہو کھیل تماشے اور تجارتی لین دین کی حوصلہ شکنی کرنا۔

(۷) جمعہ اور عیدین کی نمازوں کی ادائیگی اور انتظام میں غفلت کا سدباب کروانا۔

(۸) کم عمر بچوں کو ملازم رکھنے کی حوصلہ شکنی کرنا۔

(۹) غیر متنازعہ مالی دعاوی کے تصفیے میں غیر ضروری تاخیر کو روکنا (۱۰) جانوروں پر ظلم روکنا۔

(۱۱) مساجد کی دیکھ بھال میں غفلت کا سدباب کروانا۔

(۱۲) اذان وفرض نمازوں کے وقت اسلامی شعائر کے احترام وآداب کی پابندی کروانا۔

(۱۳) لاؤڈ اسپیکر کا غلط استعمال اور مساجد میں فرقہ ورانہ تقاریر سے روکنا۔

(۱۴) غیر اسلامی معاشرتی آداب کی حوصلہ شکنی کرنا۔

(۱۵) پبلک مقامات پر ناشائستہ رویہ اختیار کرنے سے روکنا۔ (۱۶) آوارہ گردی کا تدارک کروانا

(۱۷) پیشہ ور تعویذ فروشی گنڈے دست شناس اور جادوگری کا سدباب کرنا۔

(۱۸) اقلیتی حقوق کا تحفظ خصوصاً ان کے مذہبی مقامات اور وہ جگہ جہاں مذہبی رسومات ادا کئے جارہے ہوں کا تقدس ملحوظ رکھنا۔

(۱۹) غیر اسلامی رسومات جس سے خواتین کے حقوق متاثر ہوں خصوصاً غیرت کے نام پر قتل کیخلاف اقدام اٹھانا، میراث میں خواتین کو محروم رکھنے کا سدباب رسم "سورہ" کا تدارک کروانا اور خواتین کے شرعی حقوق

کی فراہمی کو یقینی بنانا۔ (۲۰) ناپ تول کی نگرانی اور ملاوٹ کا تدارک کروانا۔

(۲۱) مصنوعی گرانی کا سد باب کروانا۔ (۲۲) سرکاری املاک کی حفاظت کی نگرانی کروانا

(۲۳) سرکاری محکمہ جات میں رشوت ستانی کا تدارک کروانا

(۲۴) سرکاری اہلکار میں عوام کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا۔ (۲۵) والدین کی نافرمانی پر مواخذہ کرنا۔

(۲۶) کوئی دوسرا امر یا امور جو وقتاً فوقتاً صوبائی مشاورتی کونسل کے مشورہ سے متعین کرے۔

(۲۷) (ا) غیر متنازعہ مالی امور میں متاثرہ فریق کی مناسب دادرسی کرنا۔

(ب) قتل اقدام قتل یا ایسے دیگر جرائم میں جس سے امن وامان میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہو متعلقہ فریق یا قبیلوں کے درمیان مصالحت کروانا۔

۲۴: مصالحتی کمیٹی:

(ا) صوبائی محتسب، ضلع محتسب کے مشورہ سے دفعہ ۲۳ کے شق (۲۷) کے تحت امر/ امور کی انجام دہی کے لئے ہر تھانہ کی سطح پر ایک مصالحتی کمیٹی قائم کرے گا جو درج ذیل پانچ ارکان پر مشتمل ہوگی۔

(ا) دو مستند عالم دین (۲) ایک مقامی وکیل (۳) مقامی ایم پی اے کا ایک نمائندہ

(۴) علاقے کا ایک معزز (۵) متعلقہ تھانے کا ایس ایچ او ریا اس کا نمائندہ

(۲) صوبائی محتسب، ضلعی محتسب کے مشورہ پر مصالحتی کمیٹی کے ممبران میں سے کسی کو کسی وقت معزول کر سکتا ہے

۲۵: جرم نا قابل دست اندازی پولیس

ایکٹ ہذا کے دفعہ ۲۳ کے تحت امور کی انجام دہی سے متعلق محتسب کے حکم کی خلاف ورزی نا قابل دست اندازی پولیس جرم ہوگا: جس کی سزا (۶) ماہ تک قید اور مبلغ ۲ ہزار روپے تک جرمانہ ہوگی۔

۲۶: اختیارات قواعد:

ایکٹ ہذا کے مقاصد کے حصول کے لئے اور اسے موثر بنانے کے لئے حسب ضرورت وقتاً فوقتاً ایکٹ ہذا سے موافق قواعد مرتب کئے جائیں گے۔

۲۷: بالاتر حیثیت:

ایکٹ ہذا اپنے مضامین (Provisions) کی حد تک مروجہ نافذ العمل کسی بھی قانون سے بالاتر حیثیت کا حامل ہوگا۔

۲۸: ایکٹ ہذا کے نفاذ میں کسی مشکل یا رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے صوبائی حکومت مناسب نوٹیفکیشن جاری کرنے کا مجاز ہوگی۔

قسط نمبر (3) حضرت علامہ محمد شہاب الدین ندویؒ *

ماہیت باریٔ تعالیٰ پر ایک نظر
قدیم وجدید نظریات کی روشنی میں

ایک معتدل موقف

اس بحث کے مطابق پہلا موقف بالکل صحیح ہے کہ باریٔ تعالیٰ کی ذات اقدس دیگر تمام مظاہر وموجودات سے مختلف ہے۔ تو اس اعتبار سے اس کے جسمانی وجود کی نفی کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ کیونکہ بغیر جسمانی وجود کے کسی چیز کا تصور میں آنا خود عقلی یا فلسفیانہ نقطۂ نظر سے محال ہے۔ اب رہا دوسرا اور تیسرا موقف تو وہ اس لحاظ سے غلط اور مہمل ہے کہ باریٔ تعالیٰ ہمارے اجسام ہی کی طرح ہے۔ اور جہاں تک صفات کے اختلافات کا تعلق ہے تو وہ چار پانچ میں منحصر نہیں ہیں۔ بلکہ اس کی بے شمار صفات ہیں جو مخلوقات کی صفات سے یکسر مختلف اور حیرت انگیز ہیں۔ اس سلسلے میں امام ابوحنیفہ نے تصریح کی ہے کہ باریٔ تعالیٰ کی تمام صفات مخلوقات کی صفات کے خلاف ہیں۔ چنانچہ اسکا جاننا ہمارے جاننے کی طرح نہیں ہے، اس کی قدرت ہماری قدرت کی طرح نہیں ہے، اس کا دیکھنا ہمارے دیکھنے کی طرح نہیں ہے، اسکا سننا ہمارے سننے کی طرح نہیں ہے اور اس کا تکلم کرنا ہمارے تکلم کرنے کی طرح نہیں ہے۔

وصفاته كلها بخلاف صفات المخلوقين: يعلم لا كعلمنا، ويقدر لا كقدرتنا، ويرى لا كرؤيتنا، ويسمع لا كسمعنا، ويتكلم لا ككلامنا۔ (۶۸)

جب اتنا سب صحیح ہے تو پھر اسے صاحب جسم تسلیم کر لینے میں کیا قباحت ہو سکتی ہے؟ جیسا کہ پچھلے صفحات میں تفصیل گزر چکی کہ بعض سلف صالحین "تشبیہ" کی حد تک اس کی جسمانیت کے قائل تھے۔ اس لحاظ سے اس قسم کی بات نہ کوئی بدعت ہے اور نہ ہی کوئی نقص یا عیب کی بات۔ زیادہ سے زیادہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ وہ جسم تو ہے مگر وہ دیگر اجسام کی طرح نہیں ہے۔ اور سائنٹفک نقطۂ نظر سے اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ سائنس نہ تو "مادہ" کی حقیقت جانتی ہے اور نہ "اجسام" کی۔ اسی طرح اس نے استقرائی اعتبار سے ہماری معلوم شدہ کائنات کے تمام حقائق

---

* بانی، فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ، بنگلور، انڈیا

کا پتہ بھی نہیں لگایا ہے، ماورائے کائنات کے عجائب تک رسائی حاصل کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔

الغرض ماہیت باری کے سلسلے میں اس اعتراف کے بغیر یہ پیچیدہ مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ہماری حیرتوں میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا۔ لہٰذا اس سلسلے کے قدیم کلامی مسائل کو ایک دفتر پارینہ تصور کرکے اسے تہہ کر دینا ہی بہتر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ "حدوث عالم" کے ذریعہ باریٔ تعالیٰ کا وجود ثابت کرنا دین میں ایک بہت بڑا فتنہ بن گیا ہے، کیونکہ اس مردود نظریہ کی بنا پر خداوند عالم کا وجود ثابت ہونا تو درکنار وہ ایک معمہ اور چیستان بن کر رہ گیا ہے۔ اور سائنٹفک نقطۂ نظر سے اس کا کوئی سر پیر ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو "کچھ" نہ کہنا ایک سمجھ میں نہ آنے والی بات ہے، جو غیر واقعی اور غیر سائنٹفک ہے۔ چنانچہ اگلے صفحات میں قرآن اور حدیث کی بعض تصریحات کی روشنی میں باریٔ تعالیٰ کی "جسمانیت" پر بحث کی گئی ہے۔

وجود باری کی ایک سائنٹفک دلیل

جدید سائنسی اکتشافات کی بدولت کائنات کے بہت سے اسرار سربستہ منظر عام پر آچکے ہیں، جو خلاق عالم کے "تخلیقی رازوں" کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان نئے حقائق کی روشنی میں خدا کے وجود پر نئے نئے دلائل قائم کرنے کا دروازہ کھل گیا ہے، جن کے مقابلے میں قدیم فلسفیانہ دلائل ایک افسانہ معلوم ہوتے ہیں۔ اوران نئے دلائل کے ذریعہ جدید ذہن ودماغ کو متاثر کرنا بہت آسان ہوگیا ہے۔

مثال کے طور پر حدوث عالم ہی کے سلسلے میں وجود باری پر ایک نئی دلیل اس طرح قائم کی جاسکتی ہے کہ ہماری کائنات اربوں کہکشاؤں (گیلک سیز) پر مشتمل ایک انتہائی وسیع اور بے کراں کائنات ہے جو ایک دھماکے کے ذریعہ وجود میں آئی ہے، جیسا کہ "بگ بینگ تھیوری" کے طور پر جدید سائنس کا نظریہ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس قدر عظیم مادہ کہاں سے آیا اور اس میں دھماکہ کس نے کیا؟ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ رب العالمین نے یہ مادہ اپنی عظیم ترین قدرت سے پیدا کیا (اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ) اور اس میں دھماکہ بھی اسی نے کیا (كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا)۔ یعنی زمین وآسمان باہم ملے ہوئے تھے، جن کو ہم نے پھاڑ کر جدا کر دیا۔

اس اعتبار سے یہاں پر نہ صرف خداوند عالم کا وجود ثابت ہوتا ہے بلکہ اس کی "خلاقیت" اور اس کی عظمت وبزرگی بھی ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ اس قدر وسیع وعریض مادہ جو ناقابل قیاس حد تک انتہائی عظیم ہے، پیدا کرنا اس کی خلاقیت کی دلیل ہے۔ اور پھر اس عظیم ترین مادے میں دھماکہ کرنا یا اس کو پھاڑ کر اربوں کہکشائیں اور ان گنت ولاتعداد ستارے وسیارے پیدا کرنا اس کی عظمت وبزرگی کا واضح ترین ثبوت ہے۔ اس اعتبار سے خالق ارض وسما کی زبردست قوت وعظمت کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے، جو متکلمین کے لغو نظریہ کے مطابق ایک معمولی ذرہ (جوہر یا ایٹم) یا اس سے بھی حقیر وکمترین وجود نہیں ہوسکتا۔ بھلا ایک ننھا سا ایٹم کیا پہاڑ پھوڑ سکتا ہے؟ فاعتبروا یا أولي الأبصار۔

صفات باری کا سائنٹفک ثبوت

پچھلی دلیل وجود باری کے سلسلے میں تھی۔ اب صفات باری کے ثبوت میں ایک سائنٹفک دلیل ملاحظہ ہو جس سے قدیم وجدید تمام فلاسفہ (منکرین خدا) اور خاص کر معتزلہ کا رد ہوتا ہے جو صفات باری کے منکر تھے۔

ہماری کائنات کا مادہ ابتداء گیس کی شکل میں تھا (جیسا کہ سائنسی تحقیق ہے)۔ اس کی تعبیر قرآن حکیم میں دھوئیں (دُخان) کے لفظ سے کی گئی ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ۔ مگر اس دخانی مادے سے مختلف خصوصیات رکھنے والے اجرام سماوی ہی نہیں بلکہ خود "مادے" ہی کی مختلف قسمیں وجود میں لانا ایک بہت بڑا کرشمہ اور خلاقیت کا مظہر ہے۔ مثلاً مادہ اور ضد مادہ، پلازما، سیاہ مادہ اور سیاہ سحابیہ وغیرہ وغیرہ۔ ان کی تفصیل پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے۔ ان اختلافات کی وجہ سمجھنے سے سائنس داں قاصر ہیں۔

اور پھر اس سے بھی بڑا کمال یا جادوگری یہ ہے کہ خدائے ذوالجلال نے اس دخانی یا گیسی مادے سے جو دراصل برقی لہروں کا مجموعہ ہے، ہائیڈروجن سے لے کر یورانیم تک ۹۲ عناصر بنادئے، جن میں سے ہر ایک کی طبیعیاتی طور پر الگ الگ خصوصیات ہیں۔ ایک سے لے کر ۹۲ تک یہ تمام قدرتی عناصر تسلسل کے ساتھ کس طرح وجود میں آگئے؟ اس کی گرہ کشائی کوئی بھی سائنس داں نہیں کر سکتا۔ اور پھر ان "مردہ" عناصر میں زندگی کس طرح نمودار ہوگئی اور مادی مظاہر میں سماعت، بصارت، قدرت، علم، ارادہ اور تکلم وغیرہ وغیرہ صفات کس طرح ظاہر ہو گئیں؟ اس کی توجیہہ کرنے سے پوری دنیائے سائنس عاجز ہے۔ کیونکہ مفرد عناصر میں یہ خصوصیات ناپید ہیں۔ اور یہ مانی ہوئی حقیقت ہے کہ انسان صرف اشیاء کی ظاہری خصوصیات ہی دریافت کر سکتا ہے، ان کے باطنی کوائف کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

لہٰذا ان غیر مادی صفات کا ظہور بغیر کسی خلاق ہستی کے آپ سے آپ نہیں ہو سکتا۔ اس مظہر قدرت کے ظہور سے یہ ابدی حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ اس کائنات میں کوئی حیرت انگیز ہستی ضرور موجود ہے جو مذکورہ بالا تمام صفات سے متصف ہے۔ ورنہ ایک سمیع وبصیر ہستی کے وجود کے بغیر سماعت وبصارت کا ظہور نہیں ہو سکتا، ایک قادر مطلق ہستی کے بغیر قدرت یا طاقت نمودار نہیں ہو سکتی، ایک عاقل وباشعور وجود کے بغیر عقل وشعور ظاہر نہیں ہو سکتے، ایک علیم وخبیر پیکر کے بغیر علم وجود میں نہیں آسکتا۔ وقس علی ذلک۔

اس اعتبار سے ایک انسان یا ایک باشعور وبا ارادہ ہستی میں جتنی بھی صفات اور جتنے بھی کمالات نظر آتے ہیں وہ ایک مافوق الطبیعی وجود کا پرتو ہیں۔ اگر چہ خالق اور مخلوق میں کوئی مشابہت نہیں ہے، مگر یک گونہ مناسبت ضرور ہے۔ بالفاظ دیگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح دیکھ اور سن رہا ہے جس طرح انسان دیکھتا اور سنتا ہے، یا یہ کہ اس کا علم اور اس کی قدرت بھی انسان ہی کی طرح ہے۔ غرض وہ لامحدود قوتوں والا اور ہمہ دان وہمہ بین ہے۔ وہ کھاتا پیتا نہیں ہے، وہ سوتا نہیں ہے۔ وہ اپنی مخلوق سے بے نیاز ہے اور سب پر نظر رکھے ہوئے انہیں سہارا دے رہا

ہے۔اگر وہ اپنی مخلوق سے نظر ہٹالے تو پوری کائنات درہم برہم ہو جائے گی۔

﴿إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا، وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾ (فاطر:۴۱)

ترجمہ: اللہ یقیناً آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔اگر وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے تو اس کے بعد انہیں کوئی بھی تھام نہیں سکتا۔یقیناً وہ (اپنے بندوں کے لئے) بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔

افعال الٰہی کا سائنٹفک ثبوت

وجود باری اور صفات باری کے اثبات کے بعد اب افعال باری کا سائنٹفک ثبوت یہ ہے کہ اس نے ایک ''مشترکہ'' مادے سے مختلف خصوصیات والے عناصر و جواہر پیدا کئے جو ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں۔ پھر ان عناصر کی ''ترکیب'' سے مختلف مظاہر و موجودات کو وجود بخشا۔ پھر ان میں سے بعض کو جمادات، بعض کو سماوات اور بعض کو نباتات وحیوانات کی شکل دے دی اور ان سب کو رنگ برنگے روپ عطا کئے اور ان کے خصائص میں بوقلمونی پیدا کر دی، جو یقیناً خلاقیت و ربوبیت کے معجزات کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس اعتبار سے ہماری اس کائنات میں جتنی بھی اشیاء اور ان کی عجیب وغریب خصوصیات ہیں وہ سب ''افعال الٰہی'' کی کرشمہ سازیاں ہیں، جن کی صحیح حقیقت و ماہیت سمجھنے سے جدید سائنس باوجود اپنی ہمہ گیر ترقی کے عاجز و بے بس ہے۔اور یہ باریٔ تعالیٰ کی ''الوہیت'' کی ایک ناقابل تردید دلیل ہے۔یعنی افعال الٰہی کی تعلیل سے انسان عاجز ہے۔مثال کے طور پر دیکھئے ہائیڈروجن اپنی طبیعت کے لحاظ سے (مفرد طور پر) ایک جلنے والی گیس ہے اور آکسیجن اپنی اصل طبیعت کی رو سے چیزوں کو جلانے میں مدد دینے والی گیس ہے۔مگر ان دونوں کے تعامل سے پانی جیسی بجھانے والی چیز کس طرح وجود میں آگئی؟ اس کی توجیہ کوئی بھی سائنس داں نہیں کر سکتا۔یہی حال دیگر اشیاء کا بھی ہے۔اس اعتبار سے یہ پوری کائنات ''جادو کی نگری'' معلوم ہوتی ہے۔چنانچہ ''اِلٰہ'' کا لفظی مفہوم ہے: وہ ہستی جو (اپنے افعال میں) حیرت انگیز ہو۔(۶۹)

خلاصہ یہ کہ کلامی نقطۂ نظر سے مسئلہ توحید میں جو بحث کی جاتی ہے اس کا دائرہ ذات باری، اس کی صفات اور اس کے افعال ہیں۔اور یہ تینوں امور بغیر کسی الجھاوے کے سائنٹفک نقطۂ نظر سے دو اور دو چار کی طرح ثابت ہو جاتے ہیں۔اور اس سلسلے میں اور بھی بہت سے نئے نئے دلائل جدید سے جدید تر سائنسی اکتشافات کی روشنی میں دئے جا سکتے ہیں، جن کے ذریعہ ایک طرف ہمارے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے تو دوسری طرف فکری ونظریاتی گمراہیوں کا خاتمہ بھی ہو جاتا ہے۔لہذا جدید سائنسی تحقیقات کو زیر بحث لاکر جدید علم کلام کی تدوین کرنا ضروری ہے، جس کے باعث نوع انسانی کی صحیح رہنمائی ہو سکتی ہے۔چنانچہ اس سلسلے میں ارشاد باری ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ۔ (نحل:۸۹)

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر ایک ایسی کتاب اتاردی ہے جو ہر چیز کی خوب وضاحت کرنے والی ہے۔اور وہ اہل اسلام کے لئے ہدایت، رحمت اور خوش خبری ہے۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔ (حدید:۲۵)

ترجمہ: ہم نے اپنے رسولوں کو (ہر دور میں) کھلے کھلے دلائل کے ساتھ بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان بھی اتاردی ہے۔تاکہ لوگ (جادۂ) اعتدال پر قائم رہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ''شخصیت'' پر ایک نظر

اہل کلام نے قدیم فلسفے کو بنیاد بنا کر باریٔ تعالیٰ کے وجود اور اس کی توحید کے بارے میں جو نظریات گھڑے تھے وہ اب بے حقیقت ثابت ہو چکے ہیں، جو نہ صرف قرآن اور حدیث کے خلاف ہیں بلکہ خود سائنسی نقطۂ نظر سے بھی بے اصل معلوم ہوتے ہیں۔چنانچہ اس موقع پر قرآن اور حدیث کی روشنی میں بعض حقائق پیش کئے جاتے ہیں، جن کے ملاحظے سے باریٔ تعالیٰ کی شخصیت نکھر کر سامنے آتی ہے اور ہر قسم کے شک وشبہ کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔اس سلسلے میں سب سے پہلی حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کی تصریح کے مطابق اللہ تعالیٰ ایک زندہ وجود ہے:

اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ (بقرہ:۲۵۵)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی دوسرا الہٰ نہیں ہے، وہ زندہ اور سب کو تھامنے والا ہے۔اسے نہ تو اونگھ آسکتی ہے اور نہ نیند۔

یہ ''آیت الکرسی'' کا ایک فقرہ ہے اور یہ قرآن مجید کی سب سے عظیم ترین آیت کہلاتی ہے، جو توحید باری کے سلسلے میں ہر قسم کی جہالتوں کا خاتمہ کر کے خدائے جبار وقہار کی عظمت وبزرگی ثابت کرتی ہے۔اس پوری آیت کریمہ کی تفسیر کے لئے ایک مستقل مضمون کی ضرورت ہے۔لہذا اس موقع پر صرف چند متعلقہ مسائل کی وضاحت کرنا مقصود ہے۔اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی تین صفتیں بیان کی گئی ہیں: الہ، حی اور قیوم۔ان کی مختصر تشریح یہ ہے: جیسا کہ پچھلے صفحات میں گزر چکا ''الہ'' کے لغوی معنی اس ہستی کے ہیں جو حیرت انگیز افعال والی ہو۔چنانچہ آپ اس پوری کائنات میں جدھر بھی اور جس حیثیت سے بھی نظر ڈالئے ہر طرف آپ کو حیران کن چیزیں اور ان کی حیران کن صفات نظر آئیں گی، جن کی گرہ کشائی انسان اپنی عقل ودانش سے کسی بھی طرح نہیں کرسکتا۔بلکہ یہ تمام اشیاء اور ان کی انوکھی اور حیرت انگیز خصوصیات اسے ورطۂ حیرت میں مبتلا کئے ہوئے ہیں۔ایسی زبردست ہستی کو لامحالہ طور پر زندہ اور قیوم ہونا چاہئے، جو تمام موجودات عالم کو تھامنے والی ہو۔اور ایسی ہستی کو ہمیشہ چوکنا رہنا چاہئے کہ اتنی بڑی کائنات اور ان کے نظاموں میں کسی قسم کا خلل نہ آسکے۔تو اس لحاظ سے فرمایا گیا کہ اسے نہ تو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔یعنی وہ نظام عالم کی محافظت

ایک نظر

سے اگر تھوڑی دیر کے لئے بھی سو گیا یا غافل ہو گیا تو پھر یہ پورا سلسلہء وجود درہم برہم ہو جائے گا۔لہذا اس سے ثابت ہوا کہ اس کائنات میں ایک حیرت انگیز افعال والی ہستی ضرور موجود ہے جو زندہ ہے اور تمام موجودات عالم کو تھامے ہوئے ہے۔ چنانچہ اس عظیم الشان کائنات کا نفیس اور بے داغ نظام خود ہی ایسی زبردست ہستی کے وجود کی شہادت دے رہا ہے۔اس اعتبار سے قرآن اور نظام کائنات میں بہت گہرا ربط و تعلق ہے۔

یہ تھی اوپر مذکور آیت کریمہ کی مختصر تفسیر۔اب اس موقع پر سائنسی نقطۂ نظر سے ایک بحث یہ ہے کہ ''زندہ'' چیز کس کو کہتے ہیں؟ تو زندہ چیز وہ ہے جس میں ''زندگی'' اور اس کے مظاہر (روح اور اس کی کارگزاریاں) موجود ہوں۔ چنانچہ ہماری معلوم شدہ کائنات میں زندگی کا ادنیٰ نمونہ یک خلوی (سنگل سیل) جرثومہ ہے، جس میں مادۂ حیات (پروٹو پلازم) ہوتا ہے، جیسے بکٹیریا اور جراثیم۔ یہ ننھے ننھے جاندار زندگی کی ایک اکائی یا یونٹ کہلاتے ہیں، جو ایک خانے یا خول میں بند ہوتے ہیں، جسے اصطلاح میں خلیہ یا سیل (Cell) کہا جاتا ہے۔ دنیا میں جتنی بھی جاندار چیزیں (حیوانات و نباتات) ہیں سب کے سب انہیں خلیوں کا مجموعہ ہیں، جو ان کے اجسام کی مقدار کے مطابق کم و بیش، ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک انسان اس قسم کے کھربوں کھربوں خلیوں کا مجموعہ ہے، جن کو خوردبین کے ذریعہ دیکھا جاسکتا ہے۔ایک واحد خلیے کے اندر جو مادۂ حیات ہوتا ہے وہ چودہ عناصر کا مجموعہ ہے۔(۷۰) اور ان مختلف عناصر سے مادۂ حیات متشکل ہوا ہے۔اور بغیر مادۂ حیات کے کوئی بھی چیز ''ذی حیات'' نہیں کہلا سکتی۔اس اعتبار سے ذی حیات شے کے لئے ''جسم'' ہونا لازمی ہے۔ یہ سائنسی دنیا کے مسلمہ حقائق ہیں جن میں کوئی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ ان کی بنیاد تجربات و مشاہدات پر مبنی ہے۔

مگر متکلمین نے اس لحاظ سے غور ہی نہیں کیا اور بغیر کسی ثبوت کے رٹ لگادی کہ باریٔ تعالیٰ جسم نہیں ہوسکتا۔ جب وہ جسم نہیں ہوسکتا تو پھر وہ زندہ وجود کس طرح ہوسکتا ہے؟ کیا مفرد عناصر و جواہر میں زندگی پائی جاتی ہے؟ کیا اعراض زندہ وجود قرار پا سکتے ہیں؟ اور پھر مزید تماشہ یہ کہ جو چیز نہ جوہر ہو اور نہ عرض وہ زندگی سے متصف کیوں کر ہوسکتی ہے؟ بس قدیم فلسفے کے ردو ابطال کیلئے یہی ایک دلیل کافی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نہ صرف فلسفیانہ نقطۂ نظر سے ایک مذاق ہے بلکہ اس سے قرآن حکیم کا انکار بھی لازم آ جاتا ہے۔ گویا کہ عقل و نقل دونوں اس مردود نظریہ کیخلاف ہیں۔

﴿بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ﴾ (یونس:۳۹)

ترجمہ: بلکہ انہوں نے اس چیز کی تکذیب کردی جس کے علم کا وہ احاطہ نہ کر سکے اور اس کی حقیقت ان پر واضح نہیں ہوسکی ہے۔

دور قدیم میں اگرچہ پروٹو پلازم ،خلیہ، جرثومہ اور بکٹیریا وغیرہ کی تحقیق نہیں ہوسکی تھی، مگر اس دور کے متکلمین اتنا تو سوچ سکتے تھے کہ مفرد عناصر یا اس سے بھی کمتر اشیاء میں زندگی نہیں پائی جاتی۔ لہذا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں

نے انتہاء پسندانہ فلسفیانہ نظریات اخذ کرنے سے پہلے قرآن اور حدیث کی واضح اور صریح دلالتوں کو پوری طرح نظر انداز کردیا، بلکہ انہیں خاطر میں بھی نہیں لایا۔

واضح رہے کہ اس موقع پر یہ قطعاً مقصود نہیں ہے کہ رب العالمین بھی انہیں چودہ عناصر یا پروٹوپلازم سے مرکب ہے، معاذ اللہ۔ خالق اور مخلوق کی ماہیت میں کسی بھی قسم کی مشابہت نہیں ہے۔ بلکہ اس موقع پر محض یہ دکھانا مقصود ہے کہ جب متکلمین نے ہماری مادی اشیاء پر قیاس کرتے ہوئے باری تعالیٰ کے جسمانی وجود کا انکار کیا ہے تو پھر یہ کیوں نہیں سوچا کہ بغیر جسم کے کوئی شے زندہ یا ذی روح کس طرح ہوسکتی ہے؟ ظاہر ہے کہ ان دونوں باتوں میں کھلا ہوا تضاد ہے:

اوپر مذکور آیت میں حی کے بعد قیوم کا لفظ آیا ہے۔ اس کے معنی ہیں: اپنی جگہ پر قائم اور تمام مخلوقات کو تھامنے یا ان کی حفاظت کرنے والا۔

القیوم: القائم الحافظ لکل شئی۔(۷۱)

اس لحاظ سے تمام موجودات عالم کو تھامنے یا ان کی حفاظت کرنے والی ہستی کوئی ''ذرہ'' یا اس سے بھی کمتر چیز نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اسے اس پوری کائنات سے بڑھ کر عظیم ترین جثے والی ہستی ہونا چاہئے، جیسا کہ اس سلسلے میں ارشاد باری ہے:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ، وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ، سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔﴾ (زمر:۶۷)

ترجمہ: اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی، جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے، جب کہ یہ پوری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں تہہ کئے ہوئے ہوں گے۔ (لہذا) وہ ان لوگوں کے شرک سے بری ہے۔

اس آیت کریمہ کی شرح بخاری و مسلم میں اس طرح آئی ہے: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو اپنے قبضے میں کرلے گا اور آسمان لپٹا ہوا اس کے داہنے ہاتھ میں ہوگا۔ پھر وہ فرمائے گا کہ میں ہی (حقیقی) بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟

یقبض اللہ الأرض یوم القیامۃ ویطوی السماء بیمینہ، ثم یقول أنا الملک أین ملوک الأرض؟(۷۲)

زمین اور آسمان کو مع اربوں کہکشاؤں اور ان گنت ولاتعداد ستاروں کے ایک ہاتھ میں اٹھالینے والی ہستی کس قدر زبردست وعظیم ہوگی؟ اس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔ لہذا ایسی عظیم والا ثانی ہستی کو ایک جوہر یا اس سے بھی

نچلے درجے کی چیز قرار دینا ایک بھونڈا اسا مذاق نہیں تو پھر کیا ہے؟

واضح رہے حدیث نبوی کی اس تصریح کے مطابق ایک اور حقیقت یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ باریٔ تعالی ہماری کائنات اور اس کے مادی مظاہر سے الگ اور جدا ہے۔ اور اس میں رد ہے ان متکلمین کا جو خلاق عالم کو 'نہ داخل عالم اور نہ خارج عالم' قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح اس میں عقیدۂ ''وحدت الوجود'' کا بھی رد ہے۔ اور اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ کس چیز کو بنانے والا خود اس چیز کے اندر شامل نہیں ہوسکتا۔ اور پھر خلاق عالم کی عظیم شخصیت ایک ''رتی سی'' کائنات میں کس طرح سما سکتی ہے؟ ظاہر ہے کہ جب وہ پوری کائنات کو ایک ہاتھ میں اٹھا سکتا ہے تو یہ کائنات اس کے لئے ایک ذرا سی چیز ہوگی، جو باریٔ تعالی کی متحمل نہ ہوگی۔ بلکہ اگر وہ ایک گھونسا مار دے تو یہ پوری کائنات چکنا چور ہو جائے گی۔ اس اعتبار سے یہ عظیم ترین کائنات اس کے لئے ایک چھوٹے سے ''گلوب'' کی ہے، جسے وہ اپنے سامنے رکھے ہوئے ہر ایک مخلوق کی حرکت کا مشاہدہ کر رہا ہے۔

آیت کریمہ میں چوتھی حقیقت یہ بیان کی گئی ہے کہ باریٔ تعالی کو اُونگھ اور نیند نہیں آسکتی، ورنہ یہ پورا نظام کائنات بگڑ کر رہ جائے گا۔ چنانچہ نیند آنا ذی روح چیز کا خاصہ ہے، ورنہ یہ لفظ بے معنی بن جائے گا۔ اس اعتبار سے وہ ''صاحب نفس'' بھی ہے۔ جیسا کہ اس حقیقت کا انکشاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی اس طرح کرایا گیا ہے:

﴿تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ﴾ (مائدہ:۱۱۶)

ترجمہ: تو میرے نفس (دل) کے اندر جو ہے اسے جانتا ہے اور جو بات تیرے نفس میں ہے وہ میں نہیں جانتا۔

اس لحاظ سے خالق اور مخلوق میں مشابہت نہ سہی مگر ایک درجے میں مناسبت ضرور ہے۔ چنانچہ اس کی مزید وضاحت ایک حدیث میں اس طرح آئی ہے کہ: اللہ تعالیٰ کو موت نہیں آسکتی، جبکہ تمام جن وانس مرنے والے ہیں۔

لا إله إلا أنت الذي لا يموت و الجن و الإنس يموتون۔ (۷۳)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جن وانس کی طرح اللہ تعالیٰ ایک پیکر حیات ہے، جو صاحب جسم اور صاحب نفس بھی ہے۔ لہذا وہ جیسا بھی ہے اس کی ایک ''شخصیت'' ضرور ہے۔ چنانچہ بعض احادیث میں اللہ تعالیٰ کو ''شیٔ'' اور ''شخص'' بھی کہا گیا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی چیز اللہ سے زیادہ غیرت مند نہیں ہے۔

لا شیٔ أغير من الله عز وجل۔ (۷۴)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ارشاد رسول ہے: کوئی شخص اللہ سے زیادہ غیرت والا نہیں ہے۔

لا شخص أغير من الله۔ (۷۵)

ظاہر ہے کہ غیرت مندی نفس کی ایک کیفیت کا نام ہے، جس کا تصور بغیر ''شخص'' کے نہیں کیا جاسکتا۔ کاش اس قسم کے منطقی دلالات پر فلسفہ زدہ لوگوں نے غور کیا ہوتا! قرآن اور حدیث کی رو سے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ، پیر، چہرہ،

آنکھیں اور انگلیاں وغیرہ تمام اعضاء کا اثبات ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ زبردست قوت والا (قادر اور قدیر) ہر چیز کا علم رکھنے والا (علیم وخبیر) سننے والا (سمیع) دیکھنے والا (بصیر) گفتگو کرنے والا (متکلم) اور ارادہ کرنے والا (مرید) بھی ہے۔ مگر وہ ان صفات میں تمام مخلوقات سے منفرد وممتاز ہے اور اُس جیسی کوئی دوسری ہستی اس کائنات میں موجود نہیں ہے۔

فلاسفہ اور متکلمین کا رد وابطال

چنانچہ اس سلسلہ میں ایک حدیث ملاحظہ ہو جس کے ذریعہ باریٔ تعالیٰ کی شخصیت اور اُس کی حقیقت و ماہیت پر بھرپور روشنی پڑتی ہے اور شکوک وشبہات کے تمام بادل چھٹ جاتے ہیں:

حجابه النور أو النار لو كشفه لاحرقت سُبحات وجهه ما إنتهى إليه بصره من خلقه: باریٔ تعالیٰ کا حجاب نور یا آگ ہے (یعنی وہ نور کے پردے میں رہتا ہے)۔ اگر وہ اس حجاب کو کھول دے تو اُس کے چہرے کی شعاعیں (یا انوار) ہر اُس مخلوق کو جلا کر خاکستر کر دیں گی جہاں تک اُس کی نگاہ جائے۔(۷۶)

اس موقع پر سُبحات سے کیا مراد ہے؟ اس کے کئی معانی بیان کئے گئے ہیں جیسے اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا جلال ہے، اس سے مراد اس کے چہرے کی روشنی ہے، اس سے مراد اس کے محاسن ہیں وغیرہ۔ لیکن سب سے قریب ترین معنی یہ ہے اگر وہ اپنے اُن انوار کو کھول دے جو اُسے بندوں سے چھپائے ہوئے ہیں تو ہر وہ شخص ہلاک ہو جائے گا جس پر وہ روشنی پڑ جائے، جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا، جب کہ اللہ تعالیٰ نے تجلی فرمائی۔

وأقرب من هذا كله أن المعنى: لو إنكشفت من أنوار الله التي تحجب العباد عنه شئ لأهلك كل من وقع عليه ذلك النور، كما خر موسى صعقا وتقطع الجبل دكا، لما تجلى الله سبحانه وتعالى۔(۷۷)

اس عظیم الشان حدیث سے باریٔ تعالیٰ کی حقیقت و ماہیت پوری طرح کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ اور اس میں تمام فلاسفہ و متکلمین کے خود ساختہ نظریات وتخیلات کا رد وابطال ہے۔ چنانچہ اس حدیث شریف سے کئی حقیقتیں سامنے آتی ہیں جو یہ ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ نور کے پردے میں رہتا ہے، اس سے اُس کی جہت ثابت ہوگئی۔

۲- جب جہت ثابت ہوگئی تو اس سے اُس کی جسمانیت بھی ثابت ہوگئی۔

۳- باریٔ تعالیٰ کا نہ صرف چہرہ ہے بلکہ اُس کی نگاہ بھی ہے۔

۴- باریٔ تعالیٰ کے چہرے یا اُس کی نگاہ کے انوار یا شعاعوں سے مخلوق کا جل جانا یہ ثابت کرتا ہے کہ اُس

کی نگاہ سے کوئی چیز خارج ہوتی ہے۔ اس سے بھی نہ صرف باریٔ تعالیٰ کی جسمانیت ثابت ہوتی ہے بلکہ ''کسی چیز'' کا خروج بھی ثابت ہوتا ہے۔ظاہر ہے کہ بغیر جسم کے کسی چیز کا خروج محال ہے۔

۵- وہ ''مادہ'' جو مخلوقات کو جلا دینے والا ہو وہ کوئی معمولی مادہ نہیں ہوسکتا۔اس اعتبار سے وہ کوئی ''سُو پر مادہ'' ہوسکتا ہے، جس کا علم انسان کو نہیں ہے۔

۶- اس اعتبار سے خدائے عظیم کا مادہ ہمارے مادے سے یکسر مختلف ہے۔ اور وہ حدوث وہ فنا کی علت سے خالی ہے۔ اور وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔

۷- اسی بنا پر اُس کا دیدار دنیا میں کسی بھی مخلوق کو نہیں ہوسکتا۔کیونکہ کوئی بھی مخلوق اس دنیا میں اپنے خالق کو دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتی، بلکہ جل کر خاکستر ہو جائیگی جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام باریٔ تعالیٰ کی تجلی کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گئے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔

﴿فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا﴾ (اعراف:۱۴۳)

ترجمہ: جب اللہ نے پہاڑ پر اپنی تجلی کی تو اُس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

۸- اس سے یہ حقیقت ثابت ہوگئی کہ وہ ساتویں آسمان کے اوپر رہتے ہوئے اپنی کائنات کے جس مقام کو چاہے آن کی آن میں ''نشانہ'' بنا سکتا ہے۔

۹- اس سے یہ حقیقت بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ کوئی بھی مخلوق اُس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے، بلکہ وہ اپنی تمام مخلوقات پر نظر رکھے ہوئے ہے۔

۱۰- جب اُس کی محض ایک نگاہ سے ایک بڑے سے بڑا پہاڑ چکنا چور ہوسکتا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کی ہستی نہایت درجہ عظیم اور جلیل القدر ہے اور ایسی عظیم ولاثانی ہستی ایک ''ذرہ'' یا جوہر نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ایک جوہر ایک پہاڑ کو پھوڑ نہیں سکتا۔

قیامت کے دن دیدار الٰہی

اس اعتبار سے یہ حدیث حقائق و معارف سے بھرپور ہے، جو ہر قسم کے بے بنیاد نظریات کا قلع قمع کر سکتی ہے۔اس موقع پر ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب باریٔ تعالیٰ کو کوئی مخلوق دیکھ نہیں سکتی اور اُس کے دیدار کی تاب نہیں لاسکتی تو پھر وہ آخرت میں کس طرح نظر آئے گا؟ یہی وہ معرکۃ الآراء سوال ہے جو اسلامی فرقوں میں باعث نزاع بن گیا، جس کے نتیجے میں علمی دنگے برپا ہوئے اور وہ حیرانی وسرگردانی کا باعث بن گیا۔ (جاری ہے)

مولانا عیسیٰ منصوری

چیئرمین ورلڈ اسلامک فورم لندن

قدم اٹھایہ مقام انتہائے راہ نہیں

گزشتہ دوسو سال سے مسلمانوں کی اصلاح احوال یا انہیں ذلت و پستی سے نکالنے کے لئے جتنی تحریکیں اٹھیں یا کوششیں کی گئیں اگر غور کیا جائے تو ان سب کا محور اور لب لباب عقائد عبادات اور شخصی اخلاق کی اصلاح نظر آئے گی، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان تینوں چیزوں کا اصل تعلق فرد کی اخروی نجات و فلاح سے ہے، نہ کہ کسی قوم وملت کی دنیوی سربلندی و غلبہ سے۔ قرآن عزیز نے اس کائنات اقوام و ملل کے دنیوی غلبہ و سربلندی کا ضابطہ اپنے ان معجزانہ الفاظ میں بیان کیا ہے۔ قل کل یعمل علی شاکلته فربکم اعلم بمن هو اهدی سبیلا یعنی انسان ہمیشہ اپنے شاکلہ (فکری مزاج) کے تحت عمل کرتا ہے، تمہارا رب خوب واقف ہے کون زیادہ درست راہ پر ہے، انسان (اور اقوام) کی ہدایت وضلالت کا تعلق اس کے شاکلہ (فکری مزاج) سے ہے، اس کا شاکلہ اگر شاکلہء ضلالت ہو تو اس سے غلط عمل صادر ہوگا، اور اگر اس کا شاکلہ شاکلہء ہدایت ہو تو اس سے صحیح عمل کا صدور ہوگا۔ اگر شاکلہ انسانی آسمانی وحی کی بنیاد پر تعمیر کیا گیا تب وہ شاکلہ ہدایت، اور خواہشات کی بنیاد پر ہو تو وہ شاکلہء ضلالت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات انبیاؑ کا اصل مشن شاکلہ انسانی کی تعمیر و اصلاح ہی رہا ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کے ظہور سے پہلے دنیا کا اصل مسئلہ یہ تھا کہ کائنات کے اوپر شاکلہ ضلالت کا غلبہ تھا، یہ شاکلہ (فکری مزاج) مخلوق کو معبود بنانے کے مشرکانہ عقائد کے تحت بنا تھا، اس شاکلہ ضلالت کو قرآن میں فتنہ کہا گیا ہے، رسول خدا ﷺ اور آپ کا اصحاب کرامؓ نے غیر معمولی جدوجہد سے اس شاکلہ ضلالت کو توڑ دیا۔ اس کے بعد دنیا میں شاکلہ ہدایت کا دور شروع ہوا، جو توحید (خدائے واحد کی عظمت و پرستش) کے تصور پر مبنی تھا۔ یہ شاکلہ ہدایت تقریباً ایک ہزار سال تک دنیا پر غالب رہا، پھر اٹھارویں صدی عیسوی سے دنیا میں ایک نیا دور شروع ہوا، تاریخ انسانی نے ایک نیا موڑ لیا اور دنیا پر دوبارہ شاکلہ ضلالت حاوی ہوگیا، جو مادہ پرستی ملحدانہ افکار اور خواہشات کے اتباع پر قائم ہوا تھا، اسلامی دور میں خدا انسانی تفکیر کا مرکز تھا، اور یہی تصور وفکر انسانی اعمال کی تشکیل کرتا تھا، موجودہ زمانہ میں نیچر، مادہ اور خواہشات نے خدا کی جگہ لے لی۔ اب نیچر پر مبنی افکار اور خواہشات انسانی اعمال کی تشکیل کرنے لگے، دنیا کی اس نئی تبدیلی کا مرکز یورپ تھا، یورپ سے آئی ہوئی اس تبدیلی نے انسانی زندگی کے تمام نقشوں کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔

مغرب میں اس شاکلہ انسانی (مزاج وفکر) کی تبدیلی کا عمل گزشتہ تین سو سال سے جاری ہے، اس تبدیلی میں مغرب کے

سینکڑوں فلاسفی، مفکر اور سائنس دانوں کی مشترکہ جدوجہد شامل ہے۔ یورپ میں اس تبدیلی کی ابتداء سر آئزک نیوٹن (۱۶۴۲ء ۔ ۱۷۲۷ء) نے اجرام فلکی (چاند سورج ستاروں) کی گردش کے فطری قوانین (Law of Nature) نظریہ تجاذب (law of Gravitation) کی دریافت سے کی، اس کے بعد چارلس ڈارون (۱۸۱۲ـ۱۸۸۲ء) نے انسانی تاریخ کا ایک مادی فلسفہ پیش کیا، جو امیر غریب کی طبقاتی جنگ (Class Struggle) کی صورت میں اپنا سفر مکمل کرتا ہے، یہ تینوں جدید مغرب کے فکری معمار سمجھے جاتے ہیں، دوسری طرف مغرب نے سائنس و ٹیکنالوجی میں انتھک محنت کر کے پہلی بار دنیا میں طاقت وقوت کے معیار کو تبدیل کر دیا، اور دنیا کو قدیم روایتی دور سے جدید سائنسی دور میں داخل کر دیا، اسی کے ساتھ انسانی ذہنوں تک رسائی کو متاثر کرنے کے تمام حربوں علوم وفنون ریسرچ وتحقیق اور جدید میڈیا پر اپنی اجارہ داری قائم کر لی۔ اس سے مغرب کو بے انتہا فائدہ پہونچا اور طاقت کا توازن مکمل طور پر اس کے حق میں ہوا پوری انسانیت اس کے دست نگر محتاج بن گئی۔ اس تبدیلی سے پہلے دنیا کی اقوام وملل کے درمیان تنازع للبقاء اور تنازع للغلبہ کا مدار محض کمیاتی فرق (Quantitative Difference) پر تھا اور مغرب نے کیفیاتی فرق (Qualitative Difference) پیدا کر دیا۔ مثلاً بدر کے میدان میں تین سو تیرہ اہل ایمان کا مقابلہ ایک ہزار اہل شرک سے تھا مگر یہ فرق صرف کمیت تعداد (Quantitative) کا تھا، کیفیت (Qualitative) یعنی اسلحہ کے معیار میں کوئی خاص فرق نہ تھا اب مغرب نے دستی اسلحہ کے مقابلہ پر الیکٹرونک دور مار اسلحہ کے ذریعہ کیفیاتی فرق پیدا کر کے کائنات کے سسٹم کو اپنے حق میں کر لیا۔ موجودہ دور میں ایک فرد اپنی جگہ بیٹھے ہوئے بٹن دبا کر کروڑوں انسانوں کو شکست دے کر فنا کر سکتا ہے۔ جس کی وجہ سے اب انسانی شجاعت جذبات اور اوصاف ثانوی درجہ اختیار کر گئے۔ اس بنیادی تبدیلی نے مغرب کو اقوام عالم پر واضح فوقیت اور فیصلہ کن برتری عطا کر دی، یہاں پر یہ حقیقت فراموش نہیں ہونی چاہیے کہ مغرب کی موجودہ سائنسی ترقی کی بنیاد درحقیقت قرآن نے رکھی تھی، اس کائنات میں قرآن ہی پہلی کتاب ہے جس نے تسخیر کائنات کی دعوت دی، انسان نے کائنات کی جن اشیاء کو معبود مسجود بنا رکھا تھا قرآن نے ان تمام کو مخلوق، اور انسان کو اشرف المخلوقات، اور اس کائنات میں خدا کا جانشین اور متصرف قرار دے کر اسے تمام کائنات کی تسخیر کا پیغام دیا، اس طرح قرآن نے توحید کی بنیاد پر عظیم فکری انقلاب برپا کر کے دنیا میں سائنسی ترقی کا دروازہ کھولا۔ نزول قرآن کے بعد گزشتہ ڈیڑھ ہزار سال میں علوم فطرت یا سائنس کی ترقی کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا مرحلہ ذہنی رکاوٹ (Mental Block) کو توڑنا، یہ کام مکہ سے بغداد (۶۱۰ء ۱۲۵۸ء) کے تاریخی مرحلہ میں ہوا، دوسرا مرحلہ نئے توحیدی فکر کی بنیاد پر فطرت کے عملی تحقیق وتجربہ کا دروازہ کھولنا، یہ کام اسپین کے (۷۱۲ء ـ ۱۴۹۲ء) میں انجام پایا۔ بالآخر مغرب اس حقیقت کو تسلیم کر رہا ہے کہ یورپ کی نشاۃ ثانیہ، یا مغرب کی سائنسی ترقی کی بنیاد، مسلم سپین میں رکھی گئی تھی،

تیسرا مرحلہ اس کام کو آخری تکمیل تک پہچانا' یہ کام سولھویں صدی عیسوی سے یورپ میں شروع ہوا' مگر اہل یورپ کا رشتہ آسمانی تعلیمات سے منقطع ہو جانے کی بناء پر سائنسی ترقیات کا رخ انسانیت کی بہبودی و تعمیر کے بجائے تخریب و ہلاکت آفرینی کی طرف مڑ گیا ہے' اب اہل سائنس کی ساری توجہ خدا کی تخلیق کی ہوئی اس کائنات کے پر بہار گلشن کو جلد سے جلد اور بھیانک سے بھیانک طریقہ پر تباہ و برباد کرنے کی طرف ہے' دنیائے انسانیت کا یہ عظیم نقصان مسلمانوں کے تکوینی علوم میں بچھڑ جانے کی وجہ سے ہوا۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ ایک جگہ فرماتے ہیں:

انسان ہزار ہا سال سے دنیائے اسباب کی تسخیر کے لئے تگ و دو کرتا چلا آ رہا ہے۔ ہر قوم نے اپنے وقت میں تسخیر کے اس عمل کو آگے بڑھایا' اس زمانہ میں اسباب کی دنیا میں یورپ سب کا امام بن گیا' اس لئے ہمیں یورپ کی سائنس اس کی تنظیم و صنعت کو اپنانا ہو گا۔ اگر خدانخواستہ ہم نے یہ نہ کیا تو ہمارا وجود اس دنیا میں باقی نہیں رہ سکتا اور ہم ریت کے ذروں کی طرح ہوا میں اڑتے نظر آئیں گے۔ (موج کوثر صفحہ ۳۶۲)

اسی طرح علامہ اقبال نے اپنے ایک لیکچر میں اسلامی تہذیب و تمدن کی اہمیت جتاتے ہوئے کہا: اسلامی تاریخ کے ہر مبصر کو لامحالہ اس امر کا اعتراف کرنا پڑے گا' کہ ہمارے عقلی وادراک کی گھوارے کو جھٹلانے کی خدمت مغرب ہی نے انجام دی ہے' (موج کوثر ص ۳۴۷) یعنی سائنسی ترقیات کو سپین میں جہاں ہم نے چھوڑا تھا اس پر پیش رفت یورپ نے جاری رکھی۔

یہاں یہ بات بہت ضروری ہو جاتی ہے کہ ہم مغرب کے غلبہ کی نوعیت وحقیقت کو سمجھیں کہ مغرب کا موجودہ غلبہ سیاسی یا عسکری نہیں ہے۔ جس طرح تیرہویں صدی عیسوی میں مسلم دنیا پر تاتاریون کا غلبہ ہو گیا تھا۔ تاتاریوں کا غلبہ محض شمشیری غلبہ تھا' اس کا مطلب یہ تھا کہ' شمشیر ہی کے میدان میں انہیں شکست دے کر آسانی سے غلبہ ختم کیا جا سکتا تھا' جو بعد میں ہوا بھی' مگر اس سے پہلے ہی تاتاری مسلمانوں کے علوم وفنون اور تہذیب و تمدن سے مفتوح و مغلوب ہو چکے تھے' اس وقت عالم انسانیت پر مغرب کا غلبہ اس طرح کا محض عسکری غلبہ نہیں ہے' بلکہ یہ ہمہ جہتی ہے' مغرب کا یہ غلبہ بیک وقت علوم وفنون' ریسرچ و تحقیق' سائنس و ٹیکنالوجی' تہذیب و تمدن' نظریہ وفکر غرض تمام میدانوں میں ہے' مغرب کے غلبہ و ترقی کا اصل راز یہ ہے کہ اس نے شاکلہ انسانی کو تبدیل کر دیا ہے' اس کے لائے ہوئے علمی و فکری و تہذیبی انقلاب نے ساری دنیا کو مجبور کر دیا کہ وہ اسی طرح سوچیں جیسے اہل مغرب سوچتے ہیں' وہ چیزوں کے بارے میں اسی طرح رائے قائم کریں' جس طرح اہل مغرب رائے قائم کرتے ہیں' اس شاکلہ (مزاج فکر) کی تبدیلی نے میدان مقابلہ کو جنگ کے بجائے فکر کے میدان میں پہنچا دیا۔ اب مغرب کے مقابلہ کے لئے ضروری ہے کہ اسے فکر کے میدان میں شکست دی جائے۔ اہل مغرب پر فتح پانے کے لئے وسیع تر معنی میں شاکلہ انسانی کو دوبارہ بدلنے کی ضرورت ہے' مگر وقت کے اس اہم کام کے بجائے ہمارے علمائے کرام کا ایک طبقہ گزشتہ ڈیڑھ سو سال سے عقائد کے

متعلق ان لا یعنی بحثوں میں مشغول ہے، جن میں ظہور اسلام کے وقت عیسائی علماء اور یونانی فلاسفی مشغول تھے۔ درحقیقت ہمارے موجودہ دینی علم کلام کی بنیاد یونانی فلسفہ وعلم کلام پر ہے، علماء کے ایک طبقہ نے انہی لایعنی ابحاث کو گزشتہ صدی میں دینی اصطلاحات کا لباس پہنا کر زندہ کیا یہ علم غیب، حاضر وناظر، امتناع نظیر، امکان کذب کی ابحاث وہی یونانی فلسفہ کی لایعنی ابحاث ہیں۔ مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ دارالعلوم دیوبند میں علماء سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آپ کے پاس یونانیوں کے طبعیات عنصریات وفلکیات پر جو چند اوراق ہیں، اس کے مقابلہ میں یورپ کے پاس سائنس وتجربات اور مشاہدات کی ایک دنیا ہے، یہ بھی واقعہ ہے کہ آج یورپ کو یونان کی فلسفیانہ موشگافیوں اور عقلیات کی دقیقہ سنجیوں سے مرعوب نہیں کرسکتے۔ ان کی زندگی ختم ہوگئی ہے وہ اپنی طاقت کھو چکے ہیں لیکن آپ کے پاس انبیاء کے لائے ہوئے جو علوم ہیں یورپ وایشیا ان سے بھی محروم ہیں ان کے پاس آپ کے عقلی وفکری نتائج اور آپ کے (یونانی) ذخیرہ کا کچھ نہ کچھ جواب ہے لیکن انبیاءؑ کے معجزات جواب نہیں۔ (پاجا سراغ زندگی، ص ۱۰۵)

دنیا میں اسلام کی سربلندی کے لئے بنیادی کام مغرب کے شاکلہ (فکری مزاج) کو سمجھنے اور پھر مناسب اسلوب میں دین فطرت کو پیش کرنے کا ہے، ندوۃ العلماء لکھنو نے ۱۸۹۴ء میں ملک کے بڑے بڑے علماء کی کمیٹی اصلاح نصاب کے لئے مقرر کی، اس میں شاہ محمد حسین صاحبؒ نے اپنی تجاویز میں کہا کہ مغرب کو سمجھنے کے لئے فلسفہ جدید پر ایک اچھی اور تحقیقی کتاب مرتب کر کے داخل نصاب کی جائے، تاکہ نئی نسل کے علماء مغرب کے فکر وفلسفہ کو پوری طرح سمجھ سکیں۔

اس تجویز کو سوسال سے اوپر ہونے کو آئے ہیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ اب تک برصغیر کے کسی دینی ادارے کے نصاب میں کوئی ایسی کتاب نہیں کہ علماء مغرب کے فکر وفلسفہ اور شاکلہ کو علیٰ وجہ البصیرۃ سمجھ سکیں۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ علماء کرام نے اب تک مغرب کے مزاج وفلسفہ کو جاننے کی کوشش ہی نہیں کی۔ وہ اگر مغرب کو جانتے بھی ہیں، تو اتنا سرسری طور پر جس طرح مستشرقین کے ذہنوں میں اسلام کی بالکل غلط تصویر بن گئی تھی۔ اسی طرح علماء کے ذہنوں میں ناقص معلومات کی بناء پر مغرب کی ایک غیر واقعی تصویر بن گئی ہے۔ بقول مفکر اسلام مولانا ابوالحسن ندویؒ کے کسی چیز کے متعلق ناقص اور سرسری علم بسا اوقات عدم علم سے زیادہ مضر اور خطرناک ہوتا ہے۔ مثلاً ایک عصری عالم کے الفاظ میں، مغربی انسان کا کلمہ ہے (لاموجود الا العقل) یہ صحیح کہ آج کا مغربی انسان کسی نظریہ وعقیدہ کو پیشگی مسلمہ حقیقت کے طور پر نہیں مانتا، بلکہ پہلے واقعات، تاریخ اور حقائق کی روشنی میں پرکھتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو مغربی انسان کا یہ طرز عمل اسلام کے حق میں انتہائی فائدہ مند ثابت ہوسکتا ہے، کیونکہ اسلام کی بنیاد محکم حقائق پر ہے، جبکہ دوسرے مذاہب مفروضات وتوہمات پر قائم ہیں مثلاً موجودہ دور میں تمام مذاہب کی مقدس کتابوں کی علمی تحقیق کی گئی تو جدید معیار عقل و

تاریخ کے اعتبار سے موجودہ بائیبل تاریخی حیثیت سے ایک غیر معتبر کتاب اور خلاف عقل وسائنس باتوں کا مجموعہ ثابت ہوئی۔ جبکہ جدید عقلی وعملی تحقیق کی رو سے قرآن کو مکمل تاریخی اعتباریت اور مسلمہ جدید سائنسی حقائق کے مطابق پایا گیا' حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے تقریباً ڈھائی سو سال پہلے فرمایا تھا (ان الشریعۃ المصطفویۃ اشرقت فی ھذا الازمان علی ان تبرزفی قمص سابغۃ من البرھان) یعنی شریعت مصطفوی کے لئے اس زمانہ میں وہ وقت آ گیا ہے کہ وہ دلیل و برہان کے مکمل پیراھن کے ساتھ جلوہ افروز ہو اور آپ نے اسرار شریعت یا احکام کی حکمتوں پر حجۃ اللہ البالغہ لکھ کر اس ضروری کام کی ابتدء کردی تھی مگر وقت کی ضرورت کا یہ انتہائی اہم کام آگے نہ بڑھ سکا' مولانا رضوان القاسمی صاحب لکھتے ہیں:

علماء کے جدید علوم سے احتراز برتنے کی وجہ سے (۲) نا قابل تلافی نقصان پہنچا۔ ایک یہ کہ امت جدید و قدیم دو گروہوں میں تقسیم ہوگئی۔ اور پھر اس جدید وقدیم نے دو جماعتوں (دینی و لادینی) کی شکل اختیار کرلی۔ اور اس تقسیم کا عام ذہنوں پر یہ اثر پڑا کہ اسلام جدید تحقیقات اور علم و عقل کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ دوسرے یہ کہ جس طرح متقدمین نے عصری تحقیقات اور اس زمانہ کے فلسفہ کی روشنی میں اسلام کے مابعد الطبیعی اعتقادات کو ثابت کیا تھا ہمارے دور کے علماء عصر حاضر کے سائنسی انکشافات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسا جدید علم کلام مرتب نہ کر سکے۔

الغرض اس دور کا اصل چیلنج اقوام عالم کے اذہان پر شاکلہ ضلالت حاوی ہو جانا اور آسمانی تعلیمات کی حامل ملت کا کائناتی علوم یا علوم فطرت میں پسماندہ رہ جانا علماء کرام کے لئے اصل چیلنج یہی دو ہیں۔ اب آیئے قرآن سے معلوم کریں کہ علماء کرام کا رول اور منصب کیا ہونا چاہیے اور وہ اس چیلنج سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں قرآن عزیز کی واضح آیت سورہ توبہ میں ۱۲۳ نمبر کی آیات بتاتی ہے:

وما کان المؤمنون لینفروا کافہ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔

اور یہ ممکن نہ تھا کہ اہل ایمان سب (جہاد میں) نکل کھڑے ہوں تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے گروہوں میں سے ایک حصہ نکل کر آتا تا کہ وہ دین میں سمجھ پیدا کرتا اور واپس جا کر اپنی قوم کے لوگوں کو ڈراتا تا کہ وہ بھی پرہیز کرنے والے بنتے۔

تفقہ کا لفظ بعد میں علم کی ایک خاص فرع کے لئے بولا جانے لگا' یعنی شریعت کے جزوی مسائل کو جاننا' یہ معنی نزول قرآن کے بہت بعد رائج ہوئے۔ یہاں تفقہ کا لفظ اصل لغوی معنی میں ہے یعنی پورے دین یا دین کے تمام شعبوں کا صحیح ادراک وبصیرت جو معرفت تک پہنچا دے اور آدمی کو شناسائے حقیقت بنادے' فقیہ وہ ہے جو عالم کے ساتھ عارف بھی ہو' تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کا شان نزول یا پس منظر یہ ہے کہ غزوہ تبوک ۹ ھ میں مدینہ

منورہ کے چند مسلمان شرکت نہیں کر سکے تھے ان مخلفین یا پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں قرآں میں سخت آیتیں اتریں اور معاشرتی طور پر ان کے ساتھ سخت معاملہ ہوا اس کے بعد لوگوں کا یہ حال ہوا کہ بعض سرایا پیش آئے تو اس میں مدینہ کے تمام اہل ایمان چلے گئے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم دین سیکھنے کے لئے کوئی آدمی شہر میں باقی نہ رہا اس وقت لوگوں کو عمومی خروج سے روکنے کے لئے یہ آیت اتری۔ مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندوی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہاں اس آیت میں علماء کرام کی ذمہ داری اور فرائض کے طور پر قرآن نے دو لفظ استعمال کئے بظاہر لیتفقھوا فی الدین کہہ دینا کافی تھا کہ علماء کا کام یہ ہے کہ دین کی سمجھ و بصیرت حاصل کریں لیکن آگے قرآن نے فرمایا ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم وہ اپنی قوم کو ڈرائیں جب ان کی طرف واپس جائیں یعنی ان کو خطرات کا احساس بھی ہو۔ مجھے معاف کیا جائے ہماری دینی درسگاہوں میں تعلیم گاہوں میں بڑے بڑے مدارس میں تفقہ کی حد تک تو کوشش کی جاتی ہے اور ہم الحمدللہ اس کے اثرات وثمرات بھی دیکھتے ہیں لیکن ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم خطرات سے آگاہی سازشوں سے واقفیت ادیان عالم کے خلاف شریعت خداوندی کے خلاف منشاء خداوندی کے خلاف آسمانی وحی کی تعلیمات کے خلاف بلکہ انسانیت کے شرف اور دینی افادیت کے ثابت کرنے کے خلاف اس وقت جو سازشیں امریکہ و یورپ میں کی جارہی ہیں بہت سی منظر عام پر آچکی ہیں اور بہت سوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ ان سے جیسی واقفیت ہونی چاہیے تھی ان کا جتنا صحیح ادراک و توازن ان کا صحیح رتبہ ان کے خطرے کا صحیح احساس ہونا چاہیے تھا وہ نہیں ہے اس میں بہت کمی ہے اس وقت دنیائے اسلام پر جو بادل منڈلا رہے ہیں جو طوفان کھڑے کئے گئے ہیں ان کے جو اہداف ونشانے ہیں ان کو بھی سمجھیں یہ کام ابھی تک ہمارے مدارس میں پورے طور پر نہیں ہو رہا ہے۔ علماء کو نئے فتنوں اور حملوں اور نشانوں سے واقف ہونا چاہیے تھا مگر سطحی واقفیت عدم واقفیت سے زیادہ مضر ہوتی ہے۔ آج کل ہمارے بعض مدارس میں فیشن کے طور پر بعض تحریکوں ازموں نظاموں اور عصر حاضر کے فکری دھاروں کے نام لئے جاتے ہیں مگر ان کے متعلق حقیقی معلومات بہت کم ہیں ناقدانہ نظر اور محققانہ مطالعہ تو بڑی چیز ہے اسکی اجمالی حقیقت سے بھی واقفیت نہیں۔ بھارت کے مشہور دانشور جناب وحیدالدین خان لکھتے ہیں:

اس آیت میں امت کو مستقل نوعیت کا ایک رہنما اصول دیا گیا۔ وہ یہ کہ جہاد بالسیف اور علم کے میدان کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا گیا جس طرح امت کے ایک طبقہ کی ذمہ داری یہ کہ اسلام کے غلبہ کے لئے جہاد بالسیف اور سیاسی جدوجہد میں مشغول ہو اس کے دوسرے طبقہ کو ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ یکسو ہو کر علم کے شعبہ کو سنبھالے اور اپنے آپ کو پوری طرح اس میں وقف کر دے۔ کیونکہ وقف کئے بغیر کما حقہ اس کے تقاضے پورے نہیں کئے جا سکتے۔

مفسرین نے وضاحت کی ہے کہ علم کے شعبہ میں کوشش و مشغولیت کی وجہ سے جہاد سے پہلو تہی دنی غفلت

کی بات نہیں، یہ علم کی طاقت سے جہاد کرنا ہے۔ جو معروف ہتھیاروں کے ذریعہ جہاد سے زیادہ اہم ہے، قرآن کے اس حکیمانہ اصول کا مطلب مذہب وسیاست کی تفریق نہیں، بلکہ خود اہل مذہب کے دو طبقوں کے دائرہ عمل کی تقسیم ہے، اہل علم کا یہ کام ہے کہ وہ شعور انسانی کی نگرانی رکھیں، اور ہر دور میں شعور انسانی کی صحیح تشکیل کے لئے معلم کا کردار ادا کریں تا کہ عقلیت بشری اور شاکلہ انسانی فطرت کی راہ سے بھٹکنے نہ پائے۔ کچھ انسانوں کی فطری صلاحیت سیاست و جہاد بالسیف کے لئے موزوں ہوتی ہے اور کچھ انسانوں کی تعلیم ودعوت کیلئے۔ انسانی صلاحیتوں کا یہی فرق ہے جس کی بناء پر رسول خدا ﷺ نے ایک طرف با اصرار امت کو اشارہ دیا کہ وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امیر مقرر کر لے، دوسری طرف آپ نے حضرت ابو ذر غفاریؓ حضرت ابو ہریرہؓ اور حسان بن ثابتؓ کو مشورہ دیا کہ تم کبھی کوئی حکومتی عہدہ قبول نہ کرنا، اسلام کی منشاء یہ ہے کہ سیاست و جہاد کے میدان کو سیاسی صلاحیت والوں کے حوالے کر کے بقیہ لوگوں کو اپنی اپنی صلاحیت کے اعتبار سے دین کی سربلندی کے مختلف شعبوں میں مشغول کر دیا جائے۔

خلافت راشدہ کے مبارک دور کے بعد خلافت امیہ وعباسیہ کا تقریباً چھ سو سال کا دور ہے، اس پوری مدت میں داخلی سیاسی لڑائیاں جاری رہیں، مگر یہی وہ مدت ہے جبکہ ان تمام علوم کی تدوین عمل میں آئی جن کو اسلامی علوم کہا جاتا ہے۔ اس شدید سیاسی انتشار کے باوجود یہ تعمیری کام کیونکر ہوا، اس کی واحد وجہ یہی تھی کہ علماء کا طبقہ ہمیشہ عملی سیاست سے دور رہ کر علمی کاموں میں یکسوئی کے ساتھ مصروف رہا، اسی طرح سپین میں مسلم سلطنت کی مدت تقریباً ۸۰۰ سو سال ہے، وہاں بھی اس پوری مدت میں سیاسی ٹکراؤ اور سیاسی بغاوت کے سلسلے جاری رہے، اس کے باوجود عین اسی دور میں مسلم علماء اور اہل دانشور نے جو علمی وسائنسی خدمات انجام دیں وہ حیرت ناک حد تک عظیم ہیں۔ اب مغرب کے سب ہی دانشور ومحقق تسلیم کر رہے ہیں کہ یورپ کی نشاۃ ثانیہ سپین کی علمی درس گاہوں کی بدولت ممکن ہو سکی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء نے ہر دور میں اپنے آپ کو اقتدار اور عملی سیاست سے دور رکھا اور ہمہ تن علوم وفنون کی خدمت میں مصروف رہے، اور سرور دو عالم ﷺ کی علماء کیلئے سختی سے ہدایت بھی یہی ہے، چنانچہ احادیث کی کتابوں میں خاص طور پر کتاب الفتن کا تحت کثرت سے ایسی روایتیں آئی ہیں جن میں تاکید سے ایسی ہدایت کی گئی ہے کہ اگر تم دیکھو کہ حکمران بگڑ گئے ہیں تب بھی تم حکمرانوں سے ٹکراؤ نہ کرنا تم اپنی تلواروں کو توڑ دینا مگر ایسا نہ کرنا کہ حکمرانوں کو ظالم قرار دے کر ان سے لڑنے لگو یہ دراصل مذکورہ تقسیم کو آخری اور انتہائی صورت میں بھی باقی رکھنے کی تاکید ہے۔ یعنی علماء کرام کو نہ صرف عام حالات میں معلم انسانی کا فریضہ ادا کرنا ہے بلکہ اس وقت بھی انہیں اسی تعمیری کام میں لگے رہنا ہے جب کہ وہ دیکھیں کہ حکمرانوں کے اندر شدید بگاڑ آ گیا ہے، علماء کو کسی حالت میں اپنے مفوضہ کام سے نہیں ہٹنا ہے، آغاز اسلام کی اس ہدایت نے علماء امت کے لئے ان کی سرگرمیوں کا رخ متعین کر دیا۔ دور اول میں بھی ہنگامی ایمرجنسی کے حالات کو مستثنیٰ کر کے جائزہ لیں تو اصحاب رسول ﷺ کی ایک جماعت جہاد کے ضمن میں مشغول رہی اور اسی کے ساتھ دوسری جماعت

مثال کے طور پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ‘حضرت عبداللہ بن عمرؓ علمی و دعوتی شعبوں میں اپنے کو وقف کئے رہے۔ اور یہی حضرات تفسیر حدیث وفقہ کی بنیاد بنے‘ تقریباً ایک ہزار سال تک یہ تقسیم کار کی صورت حال قائم رہی یہ لوگ قراء محدثین فقہاء‘ علماء‘ دعاۃ‘ صوفیاء‘ معلمین وغیرہ کی صورت میں ہر حال میں یکسوئی کے ساتھ اپنے اپنے مخصوص میدانوں میں سرگرم عمل رہے۔ اس تقسیم کار کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام کی وہ عظیم علمی و دعوتی تاریخ بنی جو آج ملت اسلامی کا انتہائی قیمتی اثاثہ ہے‘ اگر تمام لوگ جہاد و قتال یا سیاسی سرگرمیوں میں مصروف ہو جاتے تو یقینی طور پر اسلام کی تاریخ میں ایک خلاء پیدا ہو جاتا جو قیامت تک کبھی دوبارہ پُر نہ ہوتا۔

علماء تاریخ میں شاید پہلی بار انگریز کی دور غلامی کے اواخر میں اس طرح اپنے دینی شعبوں میں مشغول ہوئے کہ ملت اسلامیہ کی شاکلہ کی عمومی تربیت و تعمیر کا اصل کام بڑی حد تک پس پشت چلا گیا‘ حتی کہ ان میں سے بعض دنیوی علوم کے حریف بن کر سامنے آئے‘ اب تقریباً عرصہ سے یہ حال ہے کہ یکسوئی سے اصل کام پر توجہ کے بجائے نیکی کی نمائش کی ایک ایکسرسائز و مشق زوروں پر ہے‘ اس کی ایک ادنی مثال یہ ہے کہ بہت سے علماء نے اپنے اوپر گویا ہر سال عمرے و حج فرض کر لیا ہے دنیا میں مسلمان خواہ جس حال میں ہوں لاکھوں غربت فاقہ بیماری جنگ سے مر رہے ہوں مگر ان پر ہر سال حج و عمرہ فرض عین ہے یہ لوگ عام مسلمانوں کیلئے دین و عبادت کو نیکی کی نمائش بنا کر بدترین نمونہ و مثال بن رہے ہیں‘ یاد رہے جہاد و قتال بالسیف کو فقہی اصطلاح میں حسن لغیرہ کہا گیا کہ فی نفسہ تو قتال محمود نہیں اس کی ساری افادیت اس کی وجہ سے ہے کہ شاکلہ انسانی کی تعمیر کے کام میں کبھی ناگزیر اور آخری مرحلے کے طور پر اس کی ضرورت ہو سکتی ہے ورنہ انبیاء اور ان کے وارث علماء کا اصل کام انسانوں کے فکری مزاج کی اصلاح و تعمیر ہی ہے اس بات کو سرور دو عالم ﷺ نے ایک حدیث میں اس طرح بیان فرمایا ہے: کما تکونون یؤمر علیکم (مشکوۃ المصابیح) جیسے تم ہو گے ویسے ہی تمہارے اوپر حاکم بنائے جائیں گے۔ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے جناب مولانا وحید الدین خان لکھتے ہیں:

انسانی معاشرہ میں ایک ہے کونیت بشری‘ اور دوسری چیز امارت بشری‘ کونیت بشری سے مراد ہے لوگوں کی سوچ (ان کی پسند نا پسند کیا ہے ان کا مزاج و فکر اور امارت بشری سے مراد کسی انسانی مجموعہ پر سیاسی حاکم ہونا خدائی ضابطہ یہ ہے کہ کونیت بشری کے اعتبار سے کوئی سماج جس حالت میں ہوگا اسی کے مطابق اس سماج کا سیاسی ڈھانچہ بنے گا‘ علماء کرام ابدی طور پر کونیت بشری کے نگران ہیں ان کا کام اور ڈیوٹی ہے ہر دور میں تکوین شعور اور شاکلہ انسانی کی تصحیح کرتے رہنا صحیح شاکلہ انسانی سے صحیح نظام حکومت برآمد ہوتا ہے اور غلط شاکلہ انسانی سے غلط نظام حکومت زندگی میں کونیت بشری کا معاملہ امارت بشری سے زیادہ اہم ہے کونیت بشری کی حیثیت کسی عمارت کی بنیاد کی ہے اور امارت بشری کی اوپری ڈھانچہ کی ظاہر بین لوگوں کو اگرچہ اوپری ڈھانچہ زیادہ اہم نظر آتا ہے مگر حقیقت بین شخص ہمیشہ بنیاد کو سب سے زیادہ

اہمیت دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ حکام کے مقابلہ میں علماء کا درجہ زیادہ ہے اوران کا ثواب بھی زیادہ ہے۔۸۔۹

حضرات انبیاء کا مشن کونیت بشری کی تعمیر یعنی دنیا میں صحیح شاکلہ یا صحیح شعور رکھنے والے نسان بنانا تھا' سرور کائنات ﷺ نے علماء کرام کو انبیا کا وارث قرار دے کر یہی نبوت والی ڈیوٹی ان کے حوالے کی ہے یعنی انسانی شاکلہ (مزاج وفکر) کی اصلاح وتربیت کرنا۔

یادرہے اسلامی حکومت اس طرح قائم نہیں ہوتی کہ کوئی اسلامی شخصیت کسی طرح کرسی اقتدار پر پہنچ جائے جبکہ اس کا تعلق شاکلہ انسانی و معاشرہ انسانی کی ذہنی وفکری نشوونما اور عملی تربیت سے ہے بنی اسرائیل کو اقتدار حوالے کرنے کا خدائی فیصلہ ہو جانے کے باوجود فرعون اوراس کی پوری فوجی طاقت کے سمندر میں غرق ہو جانے کے بعد بھی چالیس سال تک پہلے وادی تیہ کے صحرا کی خاک چھنوائی گئی کہ ابھی صحیح شاکلہ تیار نہیں ہوا تھا یا اس عرصہ میں غلامی کے دور میں نشوونما پانے والی پوری نسل مرکھپ گئی اور نئی نسل صحرا کے مجاہدانہ پُرمشقت ماحول اور آزاد فضاء میں حضرت یوشعؑ کی تربیت سے پرورش پا کر تیار ہوئی جس نے اپنے اندر قابل اعتماد سیرت واخلاق اور احکامات پر چلنے کی استعداد حاصل کر لی تب اقتدار حوالے کیا گیا جب تک ایسا انسانی معاشرہ اور اجتماعی مضبوط ٹیم نہ تیار ہو اس خلاء کو جلیل القدر نبی کی موجودگی بھی پورا نہیں کرسکتی دور نبوت میں بھی مدینہ کی ریاست اسی وقت قائم ہوسکی جب شاکلہ انسانی یعنی مزاج وفکر کی تربیت اختتام کو پہنچ گئی جب کبھی شاکلہ کی پوری تربیت وتیاری کے بغیر اقتدار حاصل ہوا بہت جلد ناکامی مقدر بنی جیسا کہ انیسویں صدی عیسوی میں حضرت سید احمد شہیدؒ کے ساتھ اور حال ہی میں افغانستان میں ہوا غرض مکی دور شاکلہ انسانی کی اصلاح وتعمیر کا اور مدنی دور اس کے منافع وفوائد کے کامل ظہور کا دور ہے' جب کبھی مکی دور سے گزرے بغیر یعنی شاکلہ انسانی تعمیر کے بغیر براہ راست مدنی دور چھلانگ لگانے کی کوشش کی گئی نتیجہ کے طور پر مایوس دھزیمت سامنے آئی خلافت ارضی کا مستحق بننے کے لئے شاکلہ کی اصلاح وتربیت کے ساتھ ساتھ ہر دور کے عصری علوم اور قوت کی تحصیل بھی لازم امر ہے حضرت آدمؑ کے خلافت ارضی کا استحقاق ثابت کرتے وقت فرشتوں کے مقابلہ پر علم الاسماء (کائناتی علوم) میں ان پر فوقیت ثابت کرنے میں قرآن واضح کررہا ہے کہ سنت الٰہی یہی رہی ہے اور رہے گی کہ زمین کا نظام انہی کے حوالے کیا جائے گا جو اس کے استعمال سے زیادہ واقف ہوں (یورثھا عبادی الصالحون) میں ایمان وتقوی کے ساتھ یہ صلاحیت بھی مقصود ومطلوب ہے پاکستان کے تجربہ نے اس کی تصدیق کردی کہ محض خطہ زمین کا حصول کافی نہیں بلکہ ایک ایسا معاشرہ ضروری ہے جو خواہشات کے بجائے احکامات پر چلنے کا ذہن رکھتا ہو اسلام کے نام پر ایک خطہ زمین تو الگ کرلیا گیا مگر شاکلہ احکامات کے بجائے خواہشات کی اتباع کا رہا اس لئے وہاں کا حکمران وبالائی طبقہ نصف صدی سے ائمہ ضلالت (مغرب) کا آلہ کار بن کر کام کررہا ہے۔

الغرض جب شاکلہ انسانی کی اصلاح وتربیت اوراس کا تحفظ علماء کی ڈیوٹی ٹھہری تو اس کے لئے تفقہ فی

الدین دین کی صحیح سمجھ اور لینذروا قومھم سازشوں اور خطرات سے پوری طرح باخبر رہنا قرآن نے علماء کا منصب وفریضہ بتایا تو علماء کرام کے لئے زمانہ سے پوری طرح باخبر رہنا بلکہ زمانہ کی نبضوں پر ہیتھ رکھنا فرض ہو جاتا ہے مگر گزشتہ ڈیڑھ سو سال سے حالات نے اس فریضہ کی ادائیگی میں رکاوٹ کھڑی کر دی ۱۸۵۷ء میں شاملی کے میدان میں شکست کے بعد علماء نے محسوس کیا کہ انگریز کے جدید اسلحہ کا مقابلہ روایتی ہتھیاروں سے نہیں ہوسکتا تو انہوں نے مزید تیاری کے لئے دیوبند گنگوہ جیسے چھوٹے قصبات میں دینی تعلیم تربیت اور اسلامی شعور و مزاج پیدا کرنے کے لئے مدارس قائم کئے برصغیر کے علماء کی اس حکمت عملی پر برطانیہ کے نومسلم دانشور جناب یحییٰ برٹ صاحب کا جو بی بی سی کے ڈائریکٹر جون برٹ کے صاحبزادے ہیں تبصرہ قابل غور ہے ان کا کہنا ہے برصغیر کے علماء کی اس حکمت عملی سے فائدہ بھی پہنچا اور نقصان بھی فائدہ یہ ہوا کہ ہندوستان دوسرا اسپین بننے سے بچ گیا اور بڑی حد تک اسلامی علوم اور تہذیب و تمدن محفوظ ہوگئی اور نقصان یہ ہوا کہ علماء عصری علوم سے کٹ گئے اس ڈیڑھ سو سال میں دنیا نے جدید علوم وفنون سائنس وٹیکنالوجی میں جو ترقیات کی ہیں ان سے بے بہرہ رہ گئے اب ہمارے سامنے اصل مسئلہ اور چیلنج یہ ہے کہ اس نقصان کی تلافی کیسے ہو حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۵۷ء کی ہزیمت کے بعد یہ کام بہت ضروری تھا کہ دینی علوم و تمدن کو محفوظ کیا جائے جو بحمد للہ دینی مدارس و مکاتب اور خانقاہوں کے ذریعہ پورا ہوا مگر یہ محض وقتی اور دفاعی مرحلہ و مورچہ تھا اگلا قدم دنیا پر شاکلہ ہدایت کو غالب کرنے اور انسانیت کی آسمانی تعلیمات کی طرف واپسی کے لئے نہ صرف زمانہ سے پوری طرح باخبری بلکہ کائناتی علوم فنون کے سرچشموں پر کامل دسترس و کنٹرول ضروری ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ علماء کرام تعلیم کی دوئی کی لعنت جو دور غلامی کی دین ہے ختم کر کے تشریعی و تکوینی علوم کو ازمنہ سابقہ کے طرز پر یکجا کریں' کیونکہ سب سے زیادہ نقصان کائناتی علوم اور معاصر دنیا کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پہنچ رہا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو موجودہ دور میں ملت اسلامی کے خسران و تباہی کی ایک بنیادی وجہ علماء کرام کا عصر حاضر سے بے خبر رہ جانا بھی ہے اس کی چند واضح مثالیں ملاحظہ ہوں

(۱) برصغیر کی آزادی کیلئے سب سے زیادہ قربانی علماء نے دی مگر وہ یہ سمجھنے سے قاصر رہے کہ آنے والا دور بادشاہت کے بجائے جمہوریت کا ہے اقبال کے الفاظ میں بندوں کو تولنے کے بجائے گننے کا ہے اور تعداد میں غیر مسلم بھاری کثرت میں ہونے کی وجہ آزادی کا نتیجہ انگریز سے بدتر متعصب ہندو کی غلامی کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ گزشتہ ہزار سال سے دنیا میں ہندو کسی شمار و قطار میں نہیں تھا' مگر برصغیر کے مسلمانوں کو تعلیمی و تنظیمی طور پر تیار کئے بغیر برہمن کو آزادی حاصل کر کے دینے کے نتیجہ میں آج متعصب برہمن نہ صرف برصغیر کی ملت اسلامیہ کا بلکہ پورے عالم میں اسلام و مسلمانوں کا دشمن بن کر سامنے آیا اب اسرائیل و امریکہ سے مل کر پوری دنیا میں ہر جگہ اسلام کو تباہ و برباد کرنے میں مصروف ہے۔

(۲) جب پانچ سو علماء نے انگریزی فوج میں ملازمت کے حرام ہونے کا فتویٰ صادر کیا اس وقت طبقہ علماء میں صرف مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی آواز اٹھی اور فرمایا جس قدر مسلمان فوج میں جا سکتے ہیں داخل ہو جائیں اگر آنے والے دور میں ہمارے پاس مناسب فوجی قوت ہی نہ ہوگی تو رہے سہے حقوق بھی تنگ نظر ہندو ہضم کر جائے گا۔

(۳) ملک شام میں علماء اس قسم کی غلطی کی وجہ سے فوج میں نصیری وعلوی بھر گئے اور ۹۴٪ اہل سنت عملاً محکوم و غلام بن کر رہ گئے۔

(۴) اسی قسم کی غلطی لبنان میں اہل علم سے ہوئی جب فرانس نے وہاں ۱۹۳۲ء میں مردم شماری کروائی جس پر قومی دستور، عہدوں، اختیارات اور پارلیمنٹ کی نشستوں کی تقسیم انجام پانے والی تھی یہ سمجھ کر مردم شماری کا بائیکاٹ کیا کہ ہمیں مردم شماری کے حساب سے فوج میں بھرتی نہ دینی پڑے اس مردم شماری کی رو سے دستور بنا جس میں ملک کا صدر ہمیشہ عیسائیت ہونا طے پایا جس کے ہاتھ میں وزیراعظم کو برخاست کرنے پارلیمنٹ توڑنے سمیت تمام اختیارات ہیں اور وزیراعظم مسلمان جو محض کٹھ پتلی ہے دستور میں ۶۸٪ عیسائی اور ۳۲٪ مسلمان جبکہ فی الحقیقت معاملہ برعکس ہے یعنی مسلمان ۶۸٪ ہیں۔ غرض گزشتہ ڈیڑھ سو سال سے زمانہ اور عصری علوم سے بے خبر رہنے کی حکمت عملی نے دنیا بھر میں علماء کرام کے مقام وحقیقت اور ملت اسلامیہ کو بے انتہاء نقصان پہنچایا۔

وقت کا تقاضا ہے کہ علماء کرام اب اس مسئلہ پر سنجیدگی سے توجہ دین خوش قسمتی سے برصغیر میں دینی مدارس کا ایک جال بچھ گیا ہے ہمارے پاس یہ ایک بیش قیمت اور قابل قدر نیٹ ورک بنا بنایا موجود ہے جو شاید دنیا میں کسی قوم کے پاس نہیں ضرورت صرف اس عزم کی ہے کہ مطلوبہ صلاحیت کے افراد پیدا کرنے کے لئے نصاب و نظام تعلیم کو صحیح معیار پر استوار کریں اور نظام تعلیم میں مثبت انقلابی تبدیلی لائیں یہ وقت کی پکار اور علماء کے لئے آج کا سب سے بڑا چیلنج ہے جس سے احسن طریقہ پر نبرد آزما ہوئے بغیر ملت اسلامیہ کی سربلندی اور قائدانہ رول کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

بدقسمتی سے ہم نے حضرات صحابہ کرامؓ کی تصویر تارک الدنیا رہبان وزہاد کی پیش کی ہے کہ وہ بس دن رات نماز وعبادات میں رہتے ہمیں معلوم ہی نہیں نبی اکرم ﷺ کی اس تربیت یافتہ مقدس جماعت نے دنیا کو علوم وفنون قانون نظم ونسق و تنظیم میں کس حیرت ناک حد تک مالا مال کیا دور خلفاء راشدین میں انسانوں کی بہتری و بھلائی کے لئے کس قدر فلاحی اداروں کو وجود بخشا اور معاشرہ کے بدحال وپسے ہوئے طبقات غلاموں، غریبوں معذوروں بیوہ عورتوں یتیموں کی ضروریات و بہبودی کے لئے کس قدر شعبے قائم کئے گئے صحابہ کرامؓ کوفہ بصرہ جیسے کتنے نئے شہر آباد کئے کتنی شاہراہیں وسڑکیں تعمیر کیں اسی طرح نظم ونسق، عدالتی وقانونی نظام فوج و پولیس کے نظام میں کتنی ایجادات وترقیات کیں اگر حضرت عمرؓ کی اولیات ہی پر سرسری نظر ڈالی جائے تو پتہ چلے گا کہ موجودہ دور کی جدید دنیا خصوصاً مغرب کی

فاحی ریاست کے تصور کی اولین اور کامل بنیاد وہیں ملے گی آج انسانیت کی بہبودی کے لئے اسلام کے اجتماعی اوصاف غیروں نے اپنا لئے اور ہم نے محض عبادات کے شعبہ کا نام اسلام رکھ دیا ایک ایرانی شاعر نے ہماری بے عملی کی کیا خوب تصویر کشی ہے وہ کہتا ہے کہ

اے فرنگی ما مسلما نیم جنت مال ماست
درقناعت حور و غلمان ناز و نعمت مال ماست
اے فرنگی اتفاق علم و صنعت مال تو
عدل و قانون ومساوات و عدالت مال تو
شغل عالمگیری و جنگ و جلالت مال تو

یعنی اے فرنگی (مغربی شخص) ہم خواہ عمل و جهد کریں نہ کریں جنت اور اس کی تمام نعمتیں حور و غلمان ناز نعمت ہمارا مال (حق) و جاگیر ہے اتفاق و اتحاد علم و صنعت عدل و قانون مساوات و عدالت و انصاف دنیا کو فتح وکنٹرول کرنے کی جد و جہد اور سر بلندی و عزت تیرا مال وحق ہے

اس وقت ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم حقیقت دین سے دور ہو کر مظاہر دین (چند عبادات و اعمال حسنہ) میں مشغول ہیں قرآن کریم اور حضرات انبیاؑ کی سیرت کے گہرے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دین فی الحقیقت تین امور کا نام ہے

(۱) ایک یہ کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے (رب وخالق) کو پہچانے اس سے تعلق محبت اور قربت پیدا کرے

(۲) دوسرے یہ کہ آخرت کی فکر پیدا ہو یعنی زندگی کا ہر قدم اٹھانے سے پہلے یہ دیکھے اس سے میری آخرت بنے گی یا بگڑے گی۔

(۳) وحی الٰہی کی مکمل اتباع یعنی اپنی زندگی کی ترتیب عقل وخواہشات کے بجائے وحی الٰہی کی اتباع و رہنمائی سے طے کرے یہ ہے دین کی حقیقت' باقی تمام اعمال و عبادات نہایت ضروری وفرض ہونے کے باوجود دین کے مظاہر ہیں دین کی حقیقت حاصل ہے یا نہیں اس کے ناپنے کا پیمانہ وتھرما میٹر یہ ہے کہ دین کے تمام مظاہر میں مشغولیت کے بعد اگر تینوں امور (خدا کا تعلق' آخرت کی فکر اور وحی کی اتباع) میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے تو دین کی حقیقت حاصل ہے اگر ان تینوں سے غفلت یا بے فکری کی کیفیت ہے تو حقیقت دین سے دور ہے مثلاً قرآن نے فرد و قوم کی دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی کا نسخہ اکسیر ایک معجزانہ جملہ میں ادا کر دیا قد افلح من تزکی یعنی کامران و کامیاب وہ ہے جو ہر عمل و کام اپنی خواہش مفادات اغراض سے بالاتر ہو کر محض اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے انجام دے ہم دیکھتے ہیں اس دور میں کافر اقوام قرآن کی اس تعلیم کے ایک جزء (دنیوی) کاموں کو ذاتی وشخصی مفادات بجائے قومی وملکی مفادات

کے لئے کرنے سے دنیوی طور پر سر بلند و کامران ہیں اور ہم قرآن کی واضح و کھلی تعلیم پر عمل کرنے کے بجائے تزکیہ کے نام سے امم سابقہ کے رہبان و زہاد کی طرح ذکر و فکر کی عجمی مشقوں میں مشغول ہیں اور ان عجمی مشقوں کا نام ہم نے تزکیہ رکھ چھوڑا ہے آسمانی مذاہب اور اقوام عالم کا مطالعہ بتاتا ہے کہ زوال اس وقت شروع ہوتا ہے جب وہ حرکت و عمل (دعوت و جہاد) کے بجائے انسانی ایجاد کردہ ذکر و فکر کے طریقوں میں پناہ ڈھونڈتے ہیں اس وقت ہماری نئی نسل کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ کھلی آنکھوں کارگاہ حیات میں کافر اقوام کا جہد و عمل حرکت و غلبہ دیکھتا ہے مگر جب اہل دین کے وعظ سنتا ہے جو زمانہ کے تقاضوں سے بے بہرہ رہ کر بعض جزوی اعمال کے فضائل میں غرق رہ کر عمل کے بجائے جمود کی تعلیم دے رہے ہیں کہ اتنی بار ان کلمات کو پڑھنے ہی سے سب کچھ ہو جائے گا صحابہ کرامؓ کی طرح جہد مسلسل اور جان کھپانے کی ضرورت نہیں تو وہ سوچنے لگتا ہے یہ مخلوق مریخ جیسے کسی ستارے سے ابھی ابھی وارد ہوئی ہے اسے ابھی اس سرزمین کے مسائل کی ہوا نہیں لگی۔

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں غلبہ و سربلندی کا ضابطہ مسلم و کافر سب کے لئے یکساں رکھا ہے دنیا کو دارالاسباب قرار دیا اور اسباب سب کو برابر فائدہ پہنچائیں گے اسباب سے غفلت و کوتاہی کا نقصان بھی مسلم و کافر سب کو یکساں پہنچے گا اس لئے دین کے تمام ارکان و اعمال کی اتباع کے ساتھ ساتھ دنیا میں کائناتی علوم میں اپنی پسماندگی دور کرنی ہوگی، ہاں ایک مختصر راستہ (شارٹ کٹ) بھی ہے وہ یہ کہ جو اقوام کائناتی علوم اور دنیوی ترقیات میں بہت آگے نکل گئی ہیں دردمندی و دلسوزی کے ساتھ انہیں اسلام کی دعوت پہنچائی جائے صحابہ کرامؓ یہی شارٹ کٹ کر کے اقوام عالم کے محسن و سربراہ بن گئے مگر دعوت کے اس عمل کے لئے بھی پہلے صحابہ کرامؓ کے اوصاف پیدا کرنا ضروری ہے صحابہ کرامؓ کے اوصاف میں تین باتیں بنیادی اور اصل ہیں وہ یہ ہیں ابر الناس قلوبا اعمق الناس علما اقل الناس تکلفا دل کے نہایت نیک و پاکیزہ علم میں نہایت وسعت و گہرائی والے تکلفات سے بری یعنی دل سے ساری انسانیت کے بہی خواہ حقیقت علم (تشریعی و تکوینی) کے متلاشی اور دنیوی لذات و خواہشات کے بجائے احکامات پر چل کر سادگی و جفاکشی والی زندگی رکھنے والے۔

قرآن نے انسان کو اس قدر رفعت و بلندی عطا کی تھی کہ وہ ہر قسم یک نسلی، قومی ملکی تعصبات و تنگنائیوں سے بالاتر ہو کر پوری انسانیت کی بھلائی و بہبودی کی سوچ رکھتا ہو مغرب کی طرح صرف سفید چمڑی، یورپین نسل یا امریکی نیشن (قوم) کے غلبہ و تسلط کے بجائے ساری اولاد آدم اور نسل انسانی کی دنیا و آخرت کی فوز و کامرانی کے لئے کوشاں ہو۔ بقول علامہ اقبال ؎

فرنگ سے بہت آگے ہے منزل مؤمن
قدم اٹھا یہ مقام انتہائے راہ نہیں

یادرفتگان   مولانا قاری سعید الرحمان *

حضرت مولانا قاری عبید الرحمان صاحب رحمہ اللہ

میرے برادر اکبر اور بزرگ اور خانوادہ ''حضرت کاملپوریؒ'' کے روشن چراغ مولانا عبید الرحمان صاحب بروزِ بدھ ۱۸ ذی قعدہ ۱۴۲۳ء بمطابق ۲۲ جنوری ۲۰۰۳ء صبح سات بجے عالم فانی سے رحلت فرما گئے مولانا مرحوم برصغیر کے مشہور و معروف بزرگ شخصیت حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان کاملپوریؒ کے بڑے صاحبزادے تھے' حضرت کاملپوریؒ حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے' جن کو حضرت تھانویؒ نے بیعت سے قبل خلافت سے نوازا تھا' اور حضرت کاملپوریؒ کے بارے میں فرماتے کہ آپ کاملپوری نہیں'' کامل پورے'' ہیں۔

مولانا عبید الرحمان صاحبؒ کی ولادت بتاریخ ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ بمطابق یکم اکتوبر ۱۹۳۱ء بروز بدھ سہارنپور میں ہوئی۔

مظاہر علوم سہارنپور میں حافظ عبدالکریم مرزا پوریؒ سے حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ یہ ۱۹۴۵ء کا دور تھا' ۱۹۶۴ء میں آپ ہردوئی تشریف لے گئے۔ ہردوئی میں حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے اشرف المدارس کے نام سے ابتدائی مدرسہ قائم فرمایا' حضرت شاہ ابرار الحق صاحب مدظلہ کا حضرت کاملپوری سے خاص تعلق تھا۔

مظاہر علوم ہی میں آپ نے تعلیم مکمل فرمائی۔ اس خصوصی تعلق کی بنیاد پر مولانا عبید الرحمان صاحبؒ اور راقم الحروف کو حضرت والد صاحب مولانا عبدالرحمان کاملپوریؒ نے ابتدائی تعلیم کے لئے ہردوئی بھیجا' ہردوئی کا یہ مدرسہ بالکل ابتدائی حالت میں تھا اور غالباً اس مدرسہ کا آغاز بھی اسی سال ہوا تھا' حضرت شاہ ابرار الحق صاحب مدظلہ' کے خلوص اور آپ کے شان تربیت کی بنیاد پر اس ادارہ کی ایک خاص شان تھی' اکابر علماء کے صاحبزادگان اور حضرت حکیم الامت تھانویؒ سے وابستہ حضرات کے متعلقین اکثر یہاں زیر تعلیم تھے' یہاں صرف تعلیم نہیں بلکہ تربیت پر خاص زور دیا جاتا۔ طلبہ کو حضرت مولانا ابرار الحق صاحب اپنے ساتھ قریبی علاقوں میں تبلیغی دوروں پر لے جاتے' بلگرام مئو سیتاپور کانپور وغیرہ قصبات اور شہروں کے اسفار آج بھی یاد ہیں اور نصف صدی گزر جانے کے باوجود ان اسفار سے روحانی

---

* مہتمم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی

تسکین کا لطف آج بھی محسوس ہو رہا ہے۔ ہمارے ساتھ حضرت تھانویؒ کی تالیفات کے طابع مولانا محمد حسن صاحب' مالک انوار المطابع کے لکھنؤ کے صاحبزادے مجتبیٰ حسن صاحب حال کراچی' اور آج کل کراچی میں تبلیغی مرکز مکی مسجد کے امام وخطیب مولانا ظفر احمد صاحب بھی وہاں زیر تعلیم تھے۔

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب آجکل حضرت حکیم الامۃ تھانویؒ کے آخری خلفاء میں سے ہیں' احیاء سنت اور ردّ بدعت آپ کی زندگی کا خصوصی مشن ہے' خلاف سنت کوئی عمل آپ کے لئے ناقابل برداشت ہے' اصلاحی پہلو ہر وقت غالب رہتا ہے' مدارس ومکاتب سے خاص لگاؤ ہے' اگر کسی مدرسہ میں تشریف لے جائیں تو وہاں بظاہر معمولی باتوں کی طرف بھی خاص توجہ ہوتی ہے' صفائی' نظم ونسق طلبہ کی تربیت' مہتمم واساتذہ میں حسن سلوک ان سب کی طرف ارباب مدرسہ کو متوجہ فرماتے ہیں' ہندوستان میں مکاتب کے قیام کی طرف آپ نے خصوصی التفات فرمایا اور ''دعوۃ الحق'' کے نام سے احیاء سنت کا سلسلہ پورے ملک میں جاری ہے' پاکستان' برطانیہ اور افریقہ میں بھی آپ سے متعلق حضرات آپ کی ہدایات پر عمل پیرا ہیں۔

مقصد عرض کرنے کا یہ ہے کہ مرحوم مولانا عبید الرحمان صاحبؒ کی ابتدائی تربیت اس ماحول میں ہوئی اور اس کے اثرات پوری زندگی پر پڑنا قدرتی بات ہے۔

ایک سال ہردوئی میں قیام کے بعد ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کی تقسیم کا مسئلہ پیش آیا۔ ۴۷ء شعبان کی تعطیل میں حضرت کاملپوریؒ حسب معمول سہارنپور سے اپنے آبائی گاؤں بہبودی ضلع اٹک تشریف لے آئے۔ رمضان میں عموماً آپ کا قیام یہاں رہتا۔ ۲۷ رمضان ۱۴ اگست ۴۷ء کو قیام پاکستان کا اعلان ہوا' جس کے نتیجہ میں ہندو مسلم اور سکھ مسلم فسادات کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا۔ جس کی وجہ سے پاکستان وہندستان کے درمیان آمد ورفت کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور باوجود خواہش کے دوبارہ مظاہر علوم سہارنپور جانے کا موقع حاصل نہ ہوا۔

قیام پاکستان میں ایک مصلحت یہ معلوم ہوئی کہ یہ علاقے دینی علوم' مدارس ومکاتب کے قیام اور شریعت وسنت سے بالکل محروم تھے' پاکستان بننے کے بعد علماء نے یہاں مدارس قائم کئے اور جو علاقے بدعات رسوم ورواج کے منحوس سایوں کی گرفت میں تھے' وہاں توحید وسنت کی شمعیں روشن کیں۔

پاکستان بننے کے بعد ابتداء میں جو مدارس قائم ہوئے ان میں خیر المدارس ملتان کا نام بھی شامل ہے' جو حضرت مولانا خیر محمد صاحب نے جالندھر سے ہجرت کر کے ملتان میں قائم فرمایا۔ حضرت کاملپوریؒ کی خواہش اپنے گاؤں میں قیام کی تھی' اور وہاں تدریس اور روحانی سلسلہ جاری رکھنے کا تھا۔ مگر مولانا خیر محمد صاحبؒ کی پرخلوص دعوت پر ملتان تشریف لے گئے' چنانچہ آپ کے ساتھ مولانا عبد الشکور صاحبؒ مولانا عبد الجلیل صاحب مدظلہ' بطور مدرس اور

صاحبزادگان میں راقم الحروف اور مولانا عبیدالرحمان صاحبؒ بھی بطور طالب علم گئے اور وہاں تقریباً درجہ سادسہ تک تعلیم حاصل کی۔

۱۹۴۹ء میں جب شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب کے مشورہ سے ٹنڈو الہٰ یار حیدرآباد سندھ میں دارالعلوم الاسلامیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا گیا جس میں برصغیر کے مشاہیر اکابر علماء کرام کو جمع فرمایا گیا، جس میں حضرت کاملپوریؒ حضرت مولانا بدر عالم صاحبؒ مہاجر مدنی حضرت مولانا یوسف بنوری صاحبؒ حضرت مولانا اشفاق الرحمان صاحبؒ کاندھلوی، حضرت مولانا محمد مالک صاحب کاندھلویؒ حضرت قاری عبدالمالک صاحب، لکھنویؒ جیسے حضرات شامل تھے، ۱۹۵۱ء سے مولانا عبیدالرحمان صاحبؒ مرحوم نے بھی درجہ موقوف علیہ اور دورۂ حدیث کی کتب کی تعلیم وہاں حاصل کی۔ ۱۹۵۳ء میں آپ نے درجہ دورۂ حدیث میں امتحان دیا۔

۱۳۷۴ھ ۱۹۵۴ء میں حضرت مولانا یوسف بنوریؒ نے کراچی میں مدرسہ اسلامیہ کے نام سے ادارہ قائم فرمایا جو بعد میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے نام سے بین الاقوامی یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کرگیا۔ حضرت بنوریؒ نے ابتداء میں حضرت کاملپوریؒ کو خط لکھا کہ مرحوم مولانا عبیدالرحمان صاحبؒ کو مدرسہ کی خدمات کے لئے ان کے مدرسہ میں کراچی میں بھیج دیں۔ چنانچہ مرحوم نے چند سال تک بنوری ٹاؤن کے مدرسہ میں نظامت و تدریس کے فرائض سرانجام دیئے یہ وقت اس ادارہ کا ابتدائی دور تھا، بقول حضرت بنوریؒ کے نہ عمارات تھیں، نہ انتظامات، بے سروسامانی کا دور تھا، حضرت بنوریؒ اس دور کا تذکرہ بہت بشاشت سے فرماتے۔ اور اس دور میں کام کرنے والے حضرات کے ایثار اور جذبہ خدمت کا اظہار بڑی بشاشت و تحسین سے فرماتے۔

تقریباً ۱۹۶۴ء تک مرحوم اپنے والد صاحبؒ کی خدمت کے لئے بہبودی میں مقیم رہے۔ اس دور میں علاقہ چھچھ کے بہت سے لوگ برطانیہ منتقل ہونا شروع ہوگئے، جنگ عظیم دوئم کے بعد یورپ خود اقتصادی بدحالی کا شکار تھا، برصغیر کے مسلمان جب برطانیہ پہونچنا شروع ہوئے، یہاں ان کو ایک نئی تہذیب سے واسطہ پڑا جو اپنے علاقہ کی تہذیب و تمدن سے یکسر مختلف تھا، محنت و مزدوری کرنے والے لوگ اپنے کام میں ایسے مشغول ہوتے کہ ان کو نہ نماز کی فکر نہ روزہ اور عید کی، تنگدستی کا یہ حال کہ ایک کمرہ میں کئی کئی افراد رہتے اور باری باری ایک چارپائی (Bed) پر سوتے۔ دین سے بے خبری کا یہ حال تھا کہ پورا رمضان گزر جاتا اور مسلمانوں کو احساس تک نہیں ہوتا کہ مقدس مہینہ گزر گیا، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ جیسے اسلامی تہوار کا بھی پتہ نہ چلتا۔ موسمی حالات اور "اختلاف اللیل والنہار" کے دورانیہ میں اپنے ممالک سے واضح فرق کی بناء پر نمازوں کے اوقات کا پتہ تھا نہ عبادات خداوندی کا جذبہ، نماز باجماعت کا نہ انتظام نہ اس کی فکر، حرام و حلال کی تمیز نہ تھی، حلال گوشت ناپید تھا محتاط لوگ سبزی انڈوں پر گزارا کرتے، بے احتیاط لوگ عربوں

کے مقولہ ''کل حلال'' کے بناء پر کتابی کا ذبیحہ حلال سمجھتے ہوئے جھٹکے اور مشینی ذبیحہ کے استعمال میں کوئی باک محسوس نہ کرتے۔ اکثر مسلمان مجرد تھے اور ان کے بچے اپنے وطن میں ہوتے' جن کے بچے برطانیہ میں ہوتے ان کو اپنے بچوں کی اسلامی تعلیم کی نہ فکر تھی نہ اس کا انتظام۔

بس روز وشب مزدوری' ملازمت اور پونڈ کمانے کی فکر تھی۔ ان حالات میں ایسے ملکوں میں دین حق پر قائم رہنا اور دوسروں کو دین حق کی دعوت دینا ایسا مشکل تھا کہ حدیث کا مطابق۔ یاتی علی الناس زمان الصابر فیھم علی دینہ کالقابض علی الجمر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں اپنے دین پر ثابت قدم رہنے والے کی مثال ایسی ہوگی جیسے کوئی شخص آگ کے انگاروں سے مٹھی بھر لے۔

صورتحال ایسی نازک تھی کہ لوگ وہاں اپنے ملک کا لباس پہنتے تو ان کو طعنے دیئے جاتے' احساس کمتری میں ابتلاء کا ایسا دور تھا کہ انگریزی لباس پہننا قابل فخر سمجھا جاتا' ایسے دور ابتلاء میں ۱۹۶۵ء کے دوران مرحوم عازم برطانیہ ہوئے اور انگلینڈ کے مشہور شہر شفیلڈ میں قیام کیا' اپنے گاؤں' علاقہ اور آزاد کشمیر کے لوگوں کا اندازہ لگایا کہ وہ کسی غلط رخ پر گامزن ہیں' وہاں مساجد و مدارس کا آغاز کیا خود بچوں کو تعلیم دیتے' نماز سکھلاتے اور ایک نئی نسل کو دینی تعلیم سے آراستہ کرتے آپ کے مساعی سے وہاں کی کونسل اور حکومت سے بات کر کے ''اسلامی ذبیحے'' کا انتظام کیا' برطانیہ میں اسلامی ذبیحے کے انتظام میں مرحوم کے مساعی سب سے اہم ہیں۔

شفیلڈ اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں ایسے لوگ بکثرت آباد تھے جن کی زندگیوں میں شرک' بدعات اور رسوم بہت زیادہ تھیں' کسی صحیح عقیدہ کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے' مولانا مرحوم نے بڑی حکمت و دانائی سے ان لوگوں کو ان غلط راستوں سے ہٹا کر صحیح راستہ کی رہنمائی فرمائی۔ ان لوگوں کے بڑے' بوڑھے' جوان اور بچے مولاناؒ کی ان خدمات کا برملا معترف اور اب بھی ہیں۔

حضرتؒ کی وفات پر برطانیہ سے سب سے پہلے فون پر ایک صاحب نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے اور روتے ہوئے کہا کہ ہم حضرت کے احسان اتارنے کے قابل نہیں ہیں کہ ہمیں راہ راست مولاناؒ نے دکھایا' مولانا نے شفیلڈ میں پہلے مختلف مساجد میں دینی خدمات انجام دیں' اور وہاں کے لوگوں کی اصلاح کی بھرپور کوشش کی' پھر ''مکی مسجد'' کے نام سے ایک ادارہ کا آغاز کیا' شفیلڈ کے مساجد میں تراویح میں قرآن سنانے کا شوق و ذوق مولاناؒ کی محنت سے ہوا' بسا اوقات مختلف مساجد میں تین' تین راتوں میں قرآن سناتے' مولاناؒ کو قرآن مجید پختہ یاد تھا۔

آپ نے والدین کو حفظ قرآن کی ترغیب دلائی' جس کے نتیجے میں برطانیہ کے اس وقت کے ماحول میں بہت سے بچوں نے قرآن مجید حفظ کیا جو بعد میں بڑے عالم بنے۔

ڈیوز بری جہاں برطانیہ میں تبلیغی مرکز قائم ہے' شفیلڈ سے کچھ فاصلہ پر ہے وہاں کے بزرگوں ۔ سے مولاناؒ کا گہرا تعلق تھا' وہاں ایک معیاری درسگاہ دارالعلوم بھی قائم ہے' مولانا عرصہ دراز تک اونچے درجہ کی کتب جن میں دورۂ حدیث کے اسباق بھی شامل تھے' درس دیتے رہے' بعد میں مولانا محمد کمال صاحب مرحوم نے بھی اپنے مدرسہ میں تدریس کے لئے اصرار کیا اور میری موجودگی میں مولانا محمد کمال صاحبؒ نے مجھے بھی اس سلسلہ میں سفارش کا کہا' مگر مولانا مرحوم بیماری اور دیگر اعذار کی وجہ سے تیار نہ ہوئے' اپنے گھر میں خاص خاص طلبہ واحباب کو درس دینے کا سلسلہ آخر تک قائم رہا' مولانا مرحوم نے برطانیہ میں قیام کے دوران علماء کی اجتماعیت کی طرف خاص توجہ دی' وہاں کے مسلمانوں کے مسائل پر آپ کی گہری نگاہ تھی' ہمیشہ علماء سے رابطہ رکھتے' اکثر میٹنگیں آپ کے گھر پر ہوتیں' عید اور رمضان کے چاند کا مسئلہ ہو یا حلال گوشت کا قضیہ یا وہاں کے مسلمانوں کے عائلی وخاندانی مسائل ہوں یا نکاح وطلاق کے مسائل' مولاناؒ نے ہمیشہ مشورہ کر کے وہاں کے مسلمانوں کی رہنمائی کی' ضرورت پڑنے پر ہندو پاکستان کے اکابر علماء کی طرف رجوع فرماتے۔

جمعیت علماء برطانیہ جو انگلینڈ میں علماء کا ایک موثر فورم ہے اس کی تشکیل اور مقاصد کی تکمیل مولاناؒ کا کردار بڑا واضح اور اہم تھا' آپ ہمیشہ جمعیت کی سرپرستی فرماتے رہے' آپ کی وجہ سے علماء میں یکجہتی اور باہمی یگانگت کی فضاء قائم رہی۔ ختم نبوت کے سلسلے میں آپ کی گرانقدر خدمات علماء اور عوام کے لئے مشعل راہ تھیں' چونکہ اس مسئلہ سے وہاں کے مسلمان عوام کو ایک خاص دلچسپی ہے۔

سالانہ کانفرنس جو عرصہ سے برمنگھم میں منعقد ہوتی ہے' اس کے لئے آپ خصوصی اہتمام فرماتے' باہر سے آنے والے اکابر جن میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ' حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ' حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ' حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ' حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب' مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب' مفتی نظام الدین شامزئی' حضرت مولانا محمد اجمل خانؒ' مفتی مولانا محمد جمیل خان صاحب مدظلہ' مولانا اللہ وسایا صاحب شامل ہوتے' ان کے ساتھ مختلف شہروں کا دورہ فرماتے اور لوگوں کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیتے آخری دور میں آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر بھی رہے۔

آپ کا گھر علماء کا مہمان خانہ تھا' باہر سے جو علماء اور مہمان آتے مولانا بڑی وسعت قلبی اور فراخدلانہ طریقہ سے ان کی مہمان نوازی فرماتے۔

اپنے علاقہ کے بہت سے غرباء اور حاجت مندوں سے تعاون فرماتے' اگر کوئی اپنی ضرورت کی اطلاع خط سے دیتا تو اس کو محروم نہ کرتے۔

آپ نام ونمود اور ریاکاری سے سخت متنفر تھے' آج کل معمولی دینی خدمات کو اجاگر کیا جاتا ہے' مگر آپ اپنی خاموش دینی خدمات کا نہ اظہار فرماتے اور نہ اس سے خوش ہوتے' مدارس کی خدمت آپ کی زندگی کا اہم مشن تھا' بہت سے مدارس سے تعاون فرماتے اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالرحمان کاملپوریؒ کے یادگار ادارہ ''جامعہ رحمانیہ بہبودی'' کی خصوصی سرپرستی فرماتے۔ اور احباب کو بھی مدارس سے تعاون کا مشورہ دیتے' پاکستانی مدارس کے مہتمم حضرات برطانیہ آتے تو مولاناؒ بھرپور تعاون فرماتے۔

آپ کا ابتدائی اصلاحی تعلق حضرت مولانا عبدالمالک صاحبؒ (خانیوال) سے تھا اور انہی سے آپ کو خلافت حاصل تھی' بعد میں اپنے استاد حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم سے اصلاحی تعلق تھا' اکابر میں حضرت حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستیؒ سے بھی خصوصی تعلق تھا' آپ نے دورۂ تفسیر حضرت درخواستیؒ سے پڑھا' راقم الحروف کی جب بھی حضرت درخواستیؒ کے یہاں حاضری ہوتی تو مولانا مرحوم کا خصوصی طور پر حال پوچھتے' محبت کا اظہار فرماتے' اکوڑہ خٹک جامعہ اسلامیہ میں جب حضرت درخواستیؒ کی سالانہ اجلاس میں شرکت کی تحریک شروع ہوئی تو مولانا مرحوم ہی کو دعوت کے لئے بھیجا گیا' اور پہلی مرتبہ حضرت درخواستیؒ اس علاقہ میں تشریف لائے۔

برطانیہ میں علماء کرام خصوصاً مولانا محمد یوسف متالا صاحب' مولانا عبدالرشید ربانی صاحب' مولانا مفتی محمد اسلم صاحب' مولانا محمد اسلم زاہد صاحب' مولانا حافظ محمد اکرم صاحب' مولانا محمد سلیم صاحب' مولانا حافظ محمد نگین صاحب' مولانا حافظ محمد بشیر صاحب' مولانا محمد خورشید صاحب' مولانا امداداللہ صاحب' وغیرہ علماء کا مولانا مرحوم پر بھرپور اعتماد تھا' یہ حضرات ہمیشہ مولاناؒ سے مشورہ فرماتے آپ ہمیشہ علماء میں اختلافات سے کنارہ کش رہتے' کوشش ہوتی کہ اپنے علماء کے ساتھ ربط اور باہمی احترام کا تعلق قائم رہے' طبیعت میں متانت' وقار' سنجیدگی' تواضع اور حلم جیسی صفات تھیں' درویشی اور منکسر المزاجی ہر ایک محسوس کرتا تبلیغ سے آپ کو والہانہ لگاؤ تھا' جمعرات کو عموماً اپنے احباب کے ہمراہ ڈیوزبری ''مرکز تبلیغ'' میں تشریف لے جاتے' وہاں کے اکابر سے خصوصی تعلق تھا۔ مرکز کے حضرات بھی احترام میں کوئی کمی نہ کرتے۔

آپ کے مخطوطات میں دیگر مسودات کے علاوہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ رئیس التبلیغ کے مکاتیب و ملفوظات پر مشتمل ایک رسالہ بھی ہے (جو انشاء اللہ شائع کیا جائے گا)

برطانیہ کے علماء وعوام کو حضرت کی وفات سے جتنا دُکھ ہوا وہ ان خطوط اور ٹیلیفون' تعزیتی پیغامات سے ظاہر ہے' جو مسلسل ابھی تک آرہے ہیں۔

برطانیہ کے مشہور عالم مولانا عبدالرشید صاحب خطیب سوینڈن نے تعزیتی خط میں لکھا ''مولانا عبید الرحمان صاحب'' کے انتقال سے ایسا محسوس ہوا کہ بس اب ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے' حضرت مرحوم کا وجود مسعود یہاں

برطانیہ میں ہمارے لئے ایک شجر سایہ دار تھا۔

راہبر جاتے رہے تو کیسے طے ہوگا سفر
کاروان کے واسطے ہیں فکر مند اہل نظر

برطانیہ میں مرحوم کی خدمات پر اپنوں کے علاوہ بیگانوں نے بھی اعتراف کیا ہے۔ وفات پر تعزیتی بیان جاری کئے ہیں' الحمدللہ روزنامہ جنگ لندن میں تقریباً دس روز تک مختلف احباب حضرت مرحوم کے متعلق اپنے اپنے جذبات سے لوگوں کو آگاہ کرتے رہے۔

شفیلڈ' برمنگھم' راچڈیل وغیرہ شہروں میں تو بڑے بڑے تعزیتی جلسے منعقد ہوئے' یہ سب حضرت مرحوم کی عندالناس مقبولیت کی واضح دلیل ہے'' ملک کے مشہور بزرگ خطیب مولانا سید عبدالمجید ندیم صاحب نے تعزیت کے موقع پر فرمایا کہ حضرت مرحوم ایسے بزرگ تھے جو خلوت میں جلوت کے مزے لوٹنے والوں میں تھے' درحقیقت ہم سب تعزیت کے مستحق ہیں۔

مولانا مرحوم کی اپنے وطن آمد جاری رہتی اور کچھ عرصہ قیام کے بعد برطانیہ چلے جاتے گزشتہ چند سالوں میں بار بار آمد رہی' اس سال رمضان مبارک سے چند دن قبل پاکستان تشریف لائے' آپ کو گردوں کا عارضہ تھا' اور برطانیہ کے ڈاکٹروں کے مطابق گردے صرف ۱۵ فیصد کام کررہے تھے' انہوں نے ڈائیلاسز کا مشورہ دیا تھا' اور تاریخ بھی مقرر تھی مگر مولانا مرحوم ذہنی طور پر ڈائیلاسز کے لئے تیار نہ تھے۔ راولپنڈی میں مشہور ہیومیو پیتھک ڈاکٹر محمد ریاض صاحب کا علاج ہوتا رہا۔ جس میں کافی حد تک افاقہ تھا' بیماریاں تو بہانے ہیں۔ موت کا وقت مقرر ہے' مولانا مرحوم بیماری میں دوبارہ جانے کے لئے تیار نہ تھے نہ کسی ہسپتال میں داخلہ پر راضی۔ وفات سے ایک دن قبل ہسپتال میں داخلہ پر اصرار کیا گیا مگر وقت موعود آچکا تھا۔

۱۸ ذی قعدہ ۱۴۲۳ء مطابق ۲۲ جنوری ۲۰۰۳ء صبح تقریباً سات بجے بعد نماز فجر انتقال فرماگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ بزرگوں سے سنا ہے کہ اہل حق کی شناخت ان کے جنازے ہوتے ہیں اسلئے مرحوم کا جنازہ صرف اجتماع کے اعتبار سے ہی نہیں بلکہ علماء' صلحاء اور طلباء سیاسی اور سماجی شخصیات کی شرکت سے ایک مثالی جنازہ تھا۔

علاقہ کے علماء کی کثیر تعداد کے علاوہ ملک کی اہم شخصیات' مولانا فضل الرحمان صاحب' مولانا سمیع الحق صاحب' مولانا قاضی عبداللطیف صاحب وغیرہ اکابر نے شرکت کی' اور ملک کے مشہور علمی شخصیت حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالرحمان کاملپوریؒ کی مرقد سے متصل تدفین عمل میں آئی۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: حافظ محمد سلمان الحق انوار

اتفاق واتحاد کی اہمیت وفضیلت

امت مسلمہ کے لئے لمحہ فکریہ اور فکر وتدبر کی دعوت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ وان ھذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذالکم وصکم بہ لعلکم تتقون۔ (سورۃ انعام رکوع ۶ ' پارہ ۸)

ترجمہ: اور یہ کہ دین میرا سیدھا راستہ ہے پس اس راستے پر چلو اور دوسرے راہوں پر نہ چلو کیونکہ وہ راستے تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گے۔ اس کا اللہ نے تم کو تاکید سے حکم دیا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

تمہید وخلاصہ:

آپ کے سامنے جو آیت تلاوت کر دی ہے' اس میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اتفاق واتحاد کا حکم دے کر اختلاف و انتشار سے بچنے کی تلقین فرمار ہے ہیں' اس آیت سے پہلی آیات میں اللہ مشرکین و کفار کے من گھڑت اور بے بنیاد عقائد کی تردید کر کے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے' والدین کی نافرمانی' اولاد کو فقر وافلاس کے خوف سے قتل کر دینے' زنا بے حیائی' بلاوجہ قتل نفس' یتیم کے مال میں غیر شرعی تصرف' حرام وحلال کی خودکاری ناپ تول میں کمی جیسے جرائم کی مذمت کر کے صراط مستقیم پر چلنے کا حکم فرما رہے ہیں' کیونکہ دین دشمنوں نے اللہ کی طرف سے حلال کردہ کئی اشیاء وامور کو اپنے آپ پر حرام کر دیا اور حرام چیزوں کو حلال سمجھ کر ان کے استعمال میں کوئی شرم وعار ہی محسوس نہ کرتے تھے۔ شرعی احکامات کو اپنے نفسانی خواہشات کے تابع کر کے ان کے خود ساختہ حلال یا حرام ہونے کے لئے لغو اور بے بنیاد تاویلات کرتے۔ حالانکہ حضورؐ کی بعثت اور ان پر قرآن نازل کرنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ اپنی خواہشات اور آرزوؤں کو قرآن وحدیث کے تابع کر کے زندگی شریعت کے مطابق گزاری جائے مگر یاروں نے پہیہ الٹا گھمانا شروع کر دیا دین اور مذہب کو اپنے افکار وخیالات فاسدہ کے قالب میں فٹ کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ شرعی احکام میں اپنی مرضی کی توجیہات وتاویلات کرنا شروع کر دیں' یہی وہ مقام تھا جہاں سے لوگ اللہ کی رضا حاصل کرنے کا اصلی راستہ چھوڑ کر شیطانی راہوں پر چل پڑے اور یہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جب بھی کسی قوم نے اللہ اور اس کے پیغمبر کے بتائے ہوئے راہ حق

کو چھوڑ دیا تو وہ قوم گمراہی اور اندھیروں کی وادیوں میں بھٹک گئی۔

اتفاق واتحاد:

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس تلاوت کردہ آیت اور اسی طرح دیگر آیات میں امت محمدی کو اتحاد واتفاق کا حکم دے کر آپس میں اختلاف اور فرقہ واریت سے منع فرمایا۔

ارشاد ربانی ہے:

ولاتکونوا کاالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ماجاءھم البینٰت واولئک لھم عذاب عظیم (آل عمران)

ترجمہ: اور تم لوگ ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنہوں نے آپس میں اختلاف وفرقہ بندی شروع کردی' حالانکہ ان کے پاس اللہ کے واضح احکام پہونچ چکے تھے اور ایسے لوگوں کے لئے عذاب عظیم ہے۔

ولقد اٰتینا موسیٰ الکتاب فاختلف فیہ ولولہ کلمۃ سبقت من ربک لقضی بینھم (ھود)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ ؑ کو کتاب دی (یعنی تورات) تو اس میں بھی اختلاف کیا گیا اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے سے مقرر ہو چکی ہے تو اس کا قطعی فیصلہ دنیا ہی میں ہو چکا ہوتا۔

ان دونوں آیات پر غور کرنے سے آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ پچھلی امتوں نے جب صراط مستقیم کو چھوڑ کر گمراہی کے راستے اختیار کر لئے تو ان کو دنیوی واخروی بربادی کے سوا اور کچھ نہ ملا' اور اگر کوئی قوم وقتی طور پر عذاب الٰہی سے بچ بھی گئی تو اس کا بھی راز اللہ جل جلالہ' نے خود بیان فرمادیا کہ چونکہ ایسے لوگوں کو پورا پورا عذاب آخرت میں دینے کا فیصلہ ٹھہر چکا ہے اس لئے فی الحال تو عذاب سے دنیا میں بچے ہوئے ہیں وگرنہ ان کے اس جرم کا پورا پورا حساب اس دنیا ہی میں بیباق کر دیا جاتا۔ قرآن نے واضح اور غیر مبہم انداز میں اسلام کی راہ طیب کو چھوڑ کر دوسری راہوں پر چلنے والوں سے برأۃ کا اعلان کر دیا۔ ارشاد خداوندی ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دنیاً فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔ (آل عمران)

ترجمہ: اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اپنے لئے تلاش کرے گا تو اسے قبول نہ کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں تباہ حال لوگوں میں سے ہوگا۔

اس قسم کی کئی آیات کے سیاق وسباق سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ دین میں متفرق ہو جانا سخت گناہ اور اللہ کے نزدیک یہ فعل انتہائی ناگوار اور حرام ہے۔ اسی اختلاف اور راہ حق کو چھوڑنے سے بچنے کے لئے رسالت مآب صلعم نے فرمایا۔ میرے بعد تم بہت اختلافات دیکھو گے اس اختلاف کے وقت راہ ہدایت ونجات اسی میں ہے کہ میری سنت اور

خلفائے راشدین کی سنت کونہایت مضبوطی سے تھام کے رکھنا۔ اورامور محدثہ سے اپنے آپ کو بچاتے رہیں۔ اس سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ راہ حق کو چھوڑنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ حضورﷺ کی سنت کو چھوڑ کر خواہشات نفسانی پر عمل کرنے کی بیماری غالب ہوجاتی ہے۔

سیدالرسل صلعم نے صراط مستقیم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

عن عبداللہ بن مسعودؓ قال خط لنا رسول اللہ صلعم خطا ثم قال ھذا سبیل اللہ ثم خط خطوطا عن یمینہ وعن شمالہ وقال ھذہ سبل علی کل سبیل منھا شیطان یدعوا الیہ وقرء وان ھذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ الآیہ (رواہ احمد ونسائی)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک سیدھا خط کھینچ کر فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر آپ نے اس خط کے دائیں بائیں کئی خطوط کھینچنے کے بعد فرمایا یہ بھی راستے ہیں جن میں ہر ایک راستہ پر شیطان بیٹھا ہوا ہے جو اپنے راستہ کی طرف بلاتا ہے۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جو آج کے وعظ کے ابتداء میں تلاوت کر چکا ہوں۔ جس کا حاصل یہ کہ اگر ہدایت کا راستہ چاہتے ہو' دنیا وآخرت میں کامیابی کے خواہشمند ہوتو اس کے لئے ضروری ہے کہ شریعت مطہرہ پر مکمل طور سے عمل پیرا رہا جائے۔ شریعت پر عمل ہی سے صحیح عقائد اور نیک وصالح اعمال حاصل ہوسکتے ہیں۔

اسی راہ حق کو اللہ تعالیٰ نے ملت ابراہیم کے نام سے بھی یاد فرمایا اور حضورؐ کو ملت ابراہیم کی پیروی کا امر دے کر فرمایا۔ ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا۔

"کہ اے پیغمبر تابعداری کیجئے ملت ابراہیمی کی جس میں کسی قسم کا ٹیڑھا پن نہیں"

حنفیت کا معنیٰ کہ یہ ملت سیدھی' سچی' صاف اور فطری ہے' جس میں کسی قسم کی کجی اور افراط وتفریط کی گنجائش نہیں اس اعتدال والے راستہ کو چھوڑ کر دیگر راہوں کو اختیار کرنے والے آپس کے اختلافات' تعصبات اور تفرقوں میں پھنسنے کے بعد ذلت وپستی اور شکست وریخت کا شکار ہوجاتے ہیں۔ مسلمانوں کے اپنے تشخص وبقاء اور عزت ووقار کیلئے ضروری ہے کہ اسی ایک راہ مستقیم پر گامزن رہ کر حیات مستعار کو گزارا جائے۔

ناجی فرقہ:

کتب احادیث کا مطالعہ اگر آپ کرلیں تو آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ آپ صلعم نے اپنی حیات میں امت کے اختلاف وافتراق پیدا ہونے کی پیش گوئی کردی تھی' اور سوائے ایک جماعت کے (جو راہ حق پر ہوگی) باقی تمام فرقوں کو جہنم کا مستحق گردانا۔ فرمایا بنواسرائیل ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہوئے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہوکر ان میں صرف ایک فرقہ ناجیہ یعنی حق پر ہوگا۔ باقی ۷۲ جہنم میں داخل ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ جو فرقہ حق پر رہ کر کامیابی

سے ہمکنار ہوگا وہ کون لوگ ہوں گے' آپ ﷺ نے فرمایا۔ ما انا علیہ و اصحابی

ترجمہ "وہ لوگ جو میرے اور میرے صحابہؓ کی راہ پر چل کر زندگی گزاریں گے"

آپ صلعم نے اپنی راہ پر چلنے والوں کے ساتھ یہ بھی فرمایا دیا کہ صحابہؓ کے راستوں پر چلنے والا بھی فلاح یافتہ جماعت میں شمار ہوگا۔ کیونکہ صحابہ بھی معیارِ حق ہیں ان کے نقشِ قدم کو اپنا کر گمراہی کے راستوں سے بچا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے وجود کو امت کے لئے امن وسلامتی کا سبب گردانا۔ فرمایا جب میرے صحابہ اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو مسلمانوں میں فتنہ وفساد' آپس میں جنگ وجدل بداعتقادی بدعملی' انوار و برکات کا کم ہونا (بالکل ختم ہوجانا) جیسی برائیاں پیدا ہوجائیں گی۔

شانِ صحابہؓ:

گویا ان کا وجود مسعود اتنا بابرکت اور سعادت کا باعث تھا کہ فتنوں اور بے دینی کے اندھیروں کیلئے سدِ سکندری بن کر ان کو پھیلنے سے روکتے رہے اسی لئے آنحضرتؐ نے اس جماعتِ مطہرہ کے افراد کو ان ستاروں سے تشبیہ دی جن کے وجود سے گناہوں کی تاریکیوں میں گم کردہ راہ لوگوں کو روشنی حاصل ہو جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔

ترجمہ: میرے صحابہؓ کی مثال ستاروں جیسی ہے ان میں سے جسکی بھی متابعت اور اقتداء کروگے ہدایت یافتہ بن جاؤ گے۔

اسوۂ حسنہ کی جامعیت:

اور پھر اللہ کا اس امت پر یہ بھی خصوصی کرم کہ ایسا قائد اور مقتدیٰ کا انتخاب فرمایا کہ شرعی امور تو کیا غیر شرعی معمولات اور سرگرمیوں میں بھی راہِ حق کا تعین فرمادیا۔ تاکہ قیامت تک آنے والا کوئی امتی یہ نہ کہے کہ فلاں جگہ یا فلاں معاملہ میں ہم حضورؐ یا ان کے صحابہؓ کی راہنمائی سے محروم رہے۔ آپ نے نہ صرف ظاہری دشمن سے بچنے کی تدابیر کا بیان فرمایا بلکہ باطنی اور عقیدے کا ازلی دشمن شیطان سے قدم قدم پر بچنے کی بارہا تلقین وطریقے بتلادیئے۔ ابلیس چونکہ بنی آدم کا ایسا حریف ہے جو ایک بھی ایسا موقع ضائع کرنا نہیں چاہتا جس میں وہ اسے ضرر پہونچا سکے حتیٰ کہ بیت الخلاء میں جب حاجت طبعی سے فراغت کی ضرورت پڑتی ہے تو یہ خبیث وہاں بھی آدم کی اولاد کو زک پہونچانے کی کوشش کرتا ہے حضورؐ نے یہاں بھی اس کے وار کے توڑ کے لئے ایسے کلمات فرمادیئے۔ یعنی

اللھم انی اعوذ بک من الخبث و الخبائث

ترجمہ: اے اللہ آپ کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں پلید جنوں اور خبیثوں سے۔

جس کے پڑھنے سے شیطان لعین کے بیت الخلاء میں تمام حملے بیکار ہوکر اسے خائب وخاسر لوٹنا پڑتا ہے' غرض زندگی کا کوئی ایک بھی ایسا شعبہ نہیں جو تشنہ رہ کر اس میں راہ مستقیم کی تعین نہ فرمائی گئی ہو' اب اگر ہم اپنی نفسانی خواہشات

سے اتباع اور اپنے انا کی تسکین کے لئے مذہب اور شریعت کے مقرر کردہ اصول وقواعد اور راہ کو چھوڑ کر ضلال اور لادینیت کے راستوں پر چل پڑے اور اپنے غیر اسلامی اور معاصی سے بھرے اعمال وافکار کے لئے اغیار وکفار کے نظریات کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں تو اس میں اللہ اور اس کے رسول صلعم کے طرف سے مقرر کردہ راہِ حق کا قصور نہیں بلکہ یہ اس مردود اور رجیم شیطان کی تقلید کا نتیجہ ہے جس نے طیش میں آ کر قدم قدم پر نوع انسانی کو گمراہ کروانے کی قسم اٹھا رکھی ہے۔

اسوہ حسنہ جرنیلی راستہ

آج تمام دنیا کے مسلمانوں میں یہ بیماری عام ہو چکی ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے احکامات کو اپنے فہم اور عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ فلاں حکم میں کیا فلسفہ اور راز ہے اور فلاں میں کون سی مصلحت ملحوظ خاطر رکھی گئی ہے' اپنے ادراک وشعور اور دانست کو اللہ کے دین کے تابع کرنے کی بجائے دین کے پورا ڈھانچہ کو اپنا مطیع اور تابع کرنا چاہتے ہیں' ایک طرف تو مالک الملک اور سید الرسل کی محبت اور عظمت کے زبانی کلامی دعوے اور دوسری طرف ان کے احکامات کے وجوہ اور حکمتیں تلاش کرنے کے درپے ہیں ایک معمولی تھانیدار اسٹنٹ کمشنر وغیرہ کے حکم میں وجہ کا پوچھنا ہمارے ہاں اس افسر کی قدرت وعظمت کے خلاف سمجھ کر وجہ پوچھنے والے کو توہین کا مرتکب قرار دیا جاتا ہے۔ اور وہ ذاتِ برحق جو حقیقی قدرت وعظمت کا مالک ہے اس کا ہر حکم دین ودنیا ہر لحاظ سے ہمارے لئے سودمند ہے میں بے شمار وجوہات تلاش کر کے ان کے ماننے سے فرار کی راہیں اختیار کی جاتی ہیں' ایسے عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے قلوب میں دنیا کے مسند اقتدار پر بیٹھنے والوں کی عظمت واہمیت تو ہے ان کا ہر حکم تو بلاچوں وچرا مان لیا جاتا ہے' مگر حاکم حقیقی اور اقتدار اعلیٰ کے مالک اللہ جل جلالہ کے احکام کی کوئی قدر نہیں گویا دل اس ذاتِ اقدس کی عظمت وجلال سے خالی ہوتا ہے اسی لئے حکم خداوندی کو بدلنے کے لئے مختلف وجوہات' حیلے اور فلسفے تلاش کرنے شروع کر دیئے جاتے ہیں۔

حالانکہ دین کی تعلیمات ایسے واضح اور غیر مبہم ہیں کہ ان کی مثال ایک ایسی سیدھی اور جرنیلی شاہراہ کی طرح ہے جس میں کوئی کجی رکاوٹ اور مشکل نہ ہو جو انسان صدقِ دل سے ان تعلیمات پر عمل کرنا اور اپنے لئے منشور بنانا چاہیے وہ اس شاہراہ پر چل کر اللہ وحضور تک رسائی حاصل کر سکتا ہے اور جو شخص فروعی مسائل میں الجھ کر اپنے ذہنی اختراع ' خود ساختہ تعبیرات اور فلسفوں کے مطابق چلنا چاہے وہ گمراہیوں کی دلدل میں پھنس کر بچ نکلنے کے بجائے روز بروز نیچے کی طرف دھنستا جاتا ہے' اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خدا تک رسائی اس کی ناممکن ہو جاتی ہے' کیونکہ دنیا کا ایک مسلم اصول ہے کہ سیدھی شاہراہ پر جانے والا مسافر بغیر کسی رکاوٹ کے اپنی منزل کو پالیتا ہے اور جو راہ گیر بجائے سیدھی راہ کے دائیں بائیں' غیر معروف و پرخطر اور مبہم پگڈنڈیوں پر چل پڑے وہ ادھر ادھر بھٹک کر منزل مراد کو کبھی نہیں پہونچ سکتا۔ حتیٰ کہ جہاں سے ابتداء کی تھی یعنی اس کا اپنا نقطہ آغاز اس تک واپسی بھی اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔

کافر تو اپنے کفر کی وجہ سے نہ صراط مستقیم کا متبع اور نہ اس راہ کے دنیوی واخروی فوائد کا قائل کہ اس سے گلہ کیا

جائے اس کو اگر اس دنیا کے اقتدار و مال و زر کا کچھ حصہ ملا بھی ہے تو وہ بھی بطور ابتلاء و آزمائش' آخرت میں اس کے لئے جہنم ہی جہنم ہے۔

افسوس امت مسلمہ کے افراد پر ہے کہ آج دنیا میں سب سے زیادہ پست' مغلوب' اغیار کے مظالم کی چکیوں میں پسنے والی اقوام کی حیثیت حاصل کر لی ہے' قطع نظر اس کے کہ یہ کسی ملک میں اقلیت کی حیثیت سے رہ رہے ہیں' یا اکثریت میں ہوں' آزاد ہوں یا اوروں کے زیر تسلط ہوں۔

امت مسلمہ کو فکر و تدبر کی دعوت:

حالانکہ غور سے دیکھا جائے تو اللہ کی کون سی نعمت ہے جس سے یہ محروم ہیں۔ افرادی' عددی لحاظ سے اگر غیر جانبداری سے شمار کیا جائے تو تعداد میں غیر مذاہب کے مقابلہ میں زیادہ ہیں' اس وقت دنیا میں ساٹھ تک خودمختار سلطنتیں مسلمانوں کی موجود ہیں' پیٹرول و سونے اور قیمتی معدنیات کا کوئی حساب نہیں' علمی و ذہنی صلاحیتوں میں بھی کسی سے کم نہیں' مساجد اور مدارس کی بھرمار ہے وعظوں اور خطبوں کی کمی نہیں' دینی لٹریچر اور اسلامی کتب کی فراوانی ہے' اسلام کے نام پر بڑی بڑی بین الملکی اور بین الاقوامی اجتماعات اور کانفرنسوں کا اہتمام بھی بکثرت ہوتا رہتا ہے' پھر بھی ان تمام اسباب و وسائل کے ہوتے ہوئے مسلمان کفار کے آگے دست سوال پھیلا کر ہر آڑے وقت میں ان کی طرف امداد کے لئے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں حالانکہ مسلمانوں کے مذہبی و معاشرتی اقدار کو کچلنے بلکہ ختم کرنے کے لئے ان کی پوری مشینری ہر وقت متحرک رہتی ہے۔

اختلافات اور انتشار کے لئے مضرات:

مسلمانوں کی اس اجتماعی ذلت و خواری کی سب سے بڑی وجہ مسلمانوں کا آپس میں افتراق و انتشار' ہر فرد و جماعت نے راہ حق کو چھوڑ کر اس کے مقابلہ میں اپنے راستے اور نظریہ کو اپنے آپ پر کیا اوروں پر مسلط کر دیا یہی افتراق نہ صرف عند اللہ مذموم ہے بلکہ دنیا میں بھی شکست و مغلوبیت کا سبب بن جاتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

واطیعوا اللہ ورسولہ' ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم (انفال' رکوع ٦)

ترجمہ: ''اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرکے آپس میں جھگڑے مت کرو ورنہ تمہاری ہمت تم کو جواب دے کر تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی''

ہر آدمی اپنے آپ کو عقل کل سمجھنے کے بعد دین کے قطعی احکامات میں رائے زنی کو اپنا استحقاق سمجھتا ہے اسی خود پسندی کی وجہ ہر ایک اپنے لئے الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے میں مصروف رہ کر راہ حق اور دین قیم جو مسلمانوں کے باہمی اتحاد و اجتماع کا مظہر ہے کہ چھوڑنے کے بعد گروہ بندی و تفرقہ کا سبب بن جاتا ہے۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کی بے بسی' زبوں حالی اور پستی کے ذکر کے مواقع پر اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مسلمانوں کی رسوائی کی وجہ ان کے آپس میں اختلافات اور شیطان کے ایمان بالقرآن جو ایمان کی روح ہے کہ بارہ میں مسلمانوں کے دلوں میں شبہات پیدا کر کے ایمان اور احکام الٰہی کی اہمیت اور وقعت کو کم کرنا ہے' فرماتے کبھی شیطان دل میں یہ وسوسہ پیدا کر دیتا ہے کہ قرآن میں تو نماز کے بارے میں صرف اقیموا الصلوٰۃ کا حکم آیا ہے تو پانچ وقت نمازیں اور ان کی رکعات کا ثبوت کہاں سے آیا' بعض اوقات شیطان کی وہ ذریت اور اولاد جن کی شکل تو انسانوں کی ہے مگر عمل اور عقیدہ میں ابلیس کی حقیقی نیابت کرتے ہیں ذہنوں کو پراگندہ کر دیتے ہیں' کہ العیاذ باللہ حضور اقدس صلعم کی حیثیت تو صرف ڈاک لانے والے ڈاکیہ کی تھی۔ بس اس سے آگے کچھ نہیں اور ان کا کوئی قول' فعل' تقریر حجتِ شرعی نہیں اسی شیطان الانس کے وسوسہ اندازی کا اثر قبول کر کے بعض لوگ اسلام کے قرآن کے بعد دوسرے اہم ستون حدیث سے انکار کر کے دین قیم کو چھوڑ دیتے ہیں' صراط مستقیم جب ترک کر دیا' ایمان نہ رہے' کامل ایمان نہ ہونے کی صورت میں کفار کے دلوں میں مسلمانوں کا جو رعب و دبدبہ تھا وہ بھی ختم ہو کر مسلمانوں کی حیثیت آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق اس طعام کے مشابہ ہو گئی جیسے سجے سجائے دستر خوان پر چن کر رکھ دیا جائے اور جس کی مرضی ہو اسے کھائے' یا اٹھا کر ساتھ لے جائے اسے اپنے دفاع کا حق اور نہ طاقت ہوتی ہے۔

اگر اللہ کے دین کو اس کے اپنی اصل صورت میں مشعل حیات مان کر اس کے مطابق زندگی گزاری جائے تو دنیا بھی سنور جاتی ہے اور آخرت بھی نیز اگر اللہ کے بتائے ہوئے راہ حق کو اپنی رائے اور فکر کے تابع کر کے تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے تو دنیا میں ذلت اور روز محشر بھی اللہ کی ناراضگی مول لینی پڑے گی۔

<u>خلاصہ تقریر:</u>

اس تمام بیان کا خلاصہ یہ نکلا کہ دین قیم جو قرآن' احادیث نبوی' صحابہ کرامؓ کے اقوال وافعال کی صورت میں الحمدللہ ہر قسم کی تحریفات اور ابلیسی ترمیمات سے اب تک محفوظ ہے اور تا قیامت اللہ اس کی حفاظت کرے گا پر چل کر ہی قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح اخروی و دنیوی عظمت و رفعت کے سزاوار ہو سکتے ہیں' ورنہ زہریلے نظریات وافکار کا بیج امت مسلمہ کو مزید ٹکڑوں میں تقسیم کر کے آپس میں دست و گریبان ہونے کے علاوہ اسلام کے دشمنوں کیلئے بھی تر نوالہ کی صورت میں اپنی تضحیک کے سامان میں اضافہ کرتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ دین حقہ کے نام لیواؤں کو صراط مستقیم پر چلنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق نصیب فرمادیں! امین

خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔

حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی *

عالم اسلام کی زبوں حالی اور پستی کے اسباب

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ آج مسلمان دنیا کے تمام اطراف میں نہایت ہی ذلت ورسوائی کا سامنا کررہے ہیں، ان کے دردناک اور کربناک حالات آپ کے سامنے ہیں، دنیا کا گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ ان کے مقدس خون سے رنگین ہے۔ ہماری غیرت وعزت وآبرو کا مذاق اڑایا جارہا ہے، ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی عصمتیں تک لوٹی جارہی ہیں۔ فلسطین، چیچنیا، بوسنیا، افغانستان اور کشمیر کے واقعات سے ہمارے قلوب خون کے آنسو بہارہے ہیں اور دشمن اس پر بس کرنے والا نہیں بلکہ وہ ہم کو مزید زخمی زخمی کرنے کے منصوبے بنارہا ہے تاکہ دنیا میں ہمارا نام ایک زندہ اور باغیرت قوم کی حیثیت سے باقی نہ رہے اب آیئے، اور سوچ لیں کہ وہ کون سے اسباب ہیں جن کی وجہ سے ہم اس عظیم ذلت ورسوائی اور کربناک حالات سے دوچار ہوچکے ہیں۔ میرے نزدیک وہ اسباب یہ ہیں۔

(ا) عالم اسلام کا مختلف ٹکڑوں میں تقسیم ہونا اور ان مختلف ٹکڑوں پر ایسے حکمرانوں کا تسلط جو اعلیٰ درجہ کے بے دین، غلامانہ ذہن کے حامل اور خود غرض اور عیش وعشرت کے دلدادہ ہیں لہٰذا جس طرح بھی ہو ان کربناک حالات اور ذلت ورسوائی سے نجات حاصل کرنے کے لئے ان حکمرانوں سے گلوخلاصی ضروری ہے اور یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسلام، عالم اسلام میں لکیروں کے کھینچنے اور متعدد حکمرانوں کی اجازت نہیں دیتا ہے، بلکہ اسلام نے اہل اسلام پر یہ ذمہ داری ڈالدی ہے کہ اہل اسلام تمام اسلامی دنیا کے لئے ایک ایسے نڈر و نرحکمران کا انتخاب کریں گے جو صالح و متدین وحروآزاد اور وطن کے حسن انتظام اور دفاع ملت و وطن کی اعلیٰ صلاحیت رکھتا ہو۔

(ب) دوسرا سبب ترک جہاد ہے حدیث میں ہے اذا تبایعتم بالعین و اتبعتم اذناب البقر ذللتم وظهر علیکم عدو کم وفی روایة سلط علیکم شرار کم فیدعوا اخیار کم فلا یستجاب لکم (ردالمحتار)

یعنی جب تم زرومال کے پیچھے پڑکر جہاد کو ترک کردیں تو تم ذلیل ورسوا ہوجاؤ گے اور تمہارا دشمن تم پر غلبہ حاصل کرے گا اور دوسری روایت میں ہے کہ تم پر تمہارے اشرار مسلط کردیئے جاوینگے۔ یعنی آپ میں بدترین لوگ

* رئیس دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

تمہارے حکمران بن جائیں گے اور پھر تمہارے نیک و بزرگ تمہارے لئے دعا کرتے رہیں گے مگر وہ دعا تمہارے حق میں قبول نہ کی جاوے گی اور حضرت ابوایوب انصاریؓ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی و لا تلقوا بایدکم الی التهلكة (ترجمہ) اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو کا مطلب دنیاوی کاموں میں مشغول ہو کر جہاد کو ترک کرنا ہے۔ (ابوداؤد) علامہ اقبال اسی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں:

اے لا الہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں گفتار دلبرانہ کردار قاہرانہ
تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے کھویا گیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ

(ج) تیسری سبب زرین قرآنی حکم واعدو الهم ما استطعتم من قوة و من رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم و اخرين من دونهم الاية۔

ترجمہ: ''اور ان کافروں کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو کہ اس کے ذریعے سے تم رعب جمائے رکھو ان پر جو اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں، اور تمہارے دشمن ہیں، اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی'' سے روگردانی ہے کہ ہم اور ہمارے عیاش اور غیرت وحمیت سے خالی حکمرانوں نے غفلت کر کے کفار کے موثر مقابلہ کے لئے اسلحہ سازی اور آلات حرب کی تیاری پر کوئی توجہ نہ دی جب کہ کفار نے اس صنعت پر خوب توجہ دی، اور عظیم و کثیر اسلحہ اور آلات حرب جمع کیا مختلف قسم کے جہاز اور جوہری میزائل اور بم حتیٰ کہ بموں کی ماں تک بنایا تب مسلمانوں کو چیلنج کیا اور آج ان کے اس اسلحہ و آلات حرب کی وجہ سے ہم ان کے مقابلہ سے کنارہ کشی کر رہے ہیں۔ لہٰذا امۃ مسلمہ کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی دنیا کے عوام ایک نڈر اور حکمرانی کے شرعی اوصاف کے حامل حکمران کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اور جہاد کو سینہ سے لگا کر اسلام کے اس زرین حکم و اعدو الهم ما استطعتم (الاية) پر عمل کر کے اسلحہ سازی اور آلات حرب کی تیاری میں دشمن سے سبقت یا کم از کم دشمن کے ساتھ اس باب میں مساوات حاصل کریں تو ہماری یہ حالت بدٗ اچھی حالت سے بدل جائیگی۔

غافل نہ ہو خودی سے کر اپنی پاسبانی شاید کسی حرم کا تو بھی ہے آستانہ

کتنی افسوس کی بات ہے کہ کفار نے جو عظیم قوت و طاقت حاصل کی ہے تو مسلمانوں کے سرمایہ ہی سے حاصل کی ہے، کیا یہ کوئی ڈھکی چھپی بات ہے کہ مسلمانوں نے بالخصوص عرب مسلمانوں نے سارا سرمایہ امریکہ وغیرہ ممالک کفر میں جمع کر رکھا ہے اور کفار نے اسی سرمایہ سے یہ قوت و طاقت حاصل کی جس کو اب مسلمانوں ہی کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے۔ فواسفا!! ....

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی

سوئے عقبیٰ عالمِ شریں بیانے رفت رفت

رثائیہ اشعار فارسی بوفات فاضل نوجوان مولانا مفتی عبدالرحمٰن حقانی رحمہ اللہ

تاریخ وفات 16 مارچ 2003ء / 12 محرم الحرام 1424ھ

عندلیب وبلبل باغ جنانے رفت رفت
سوئے عقبیٰ عالم شیریں بیانے رفت رفت
یک محقق بے عدیل و یک مدقق بے مثیل
نکتہ بین و نکتہ سنج ونکتہ دانے رفت رفت
عارف ہرفن شناس و جامع ہر علم بود
مفتی دین مبیں الفت نشانے رفت رفت
درحدیث وفقہ و تفسیر و کلام و دراصول
منطق و درفلسفہ سیلِ روانے رفت رفت
درعروض و صرف و نحو درتصوف باکمال
اللہ اللہ فاضلِ شاہِ زمانے رفت رفت
ھئیت وہندسہ ریاضی در ساب و در ادب
عالم یکتا یکے صاحب قرانے رفت رفت
یک معلم مہربان و نادرۂ عصر خویش
بہر تلمیذان مثال سائبانے رفت رفت
بس تسلی میدھم ہمدرد حمید اللہ را
اشک افشانند بحر بیکرانے رفت رفت
گریہ زن برخونِ جان این فانیؔ بیدل حزیں
کز گلستان یک گل تازہ جوانے رفت رفت

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

دارالعلوم کے سہ ماہی تقریب تقسیم امتحانات

۲۹ مئی ۲۰۰۳ بمطابق ۲۶ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ بروز جمعرات کو حسب سابق دارالعلوم کے ایوان شریعت ہال (دارالحدیث) میں سہ ماہی امتحانات کے مختلف درجات میں اول دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنیوالے طلباء میں تقسیم انعامات کی ایک پروقار تقریب منعقد ہوئی۔ درجہ تخصص سے لیکر متوسطہ' کمپیوٹر کلاسز اور انگلش لینگویج اور شعبہ حفظ کے تمام درجات میں نمایاں پوزیشنیں حاصل کرنے والوں میں حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور نائب مہتمم حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ اور دیگر اساتذہ اور شیوخ حضرات نے کتابوں اور امتیازی اسناد کی شکل میں انعامات تقسیم کیئے۔ بعد میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے طلبہ سے تفصیلی خطاب بھی فرمایا جس میں علم کی اہمیت اور وقت کی قدر و قیمت اور دیگر زرین نصائح سے انہیں نوازا۔ تمام طلبہ کے نتائج اور ان کی تعلیمی کارکردگی کے حوالے سے تفصیلی رپورٹس ان کے گھروں کو روانہ کردی گئی ہیں۔

جرمن اور برطانوی سفارت کاروں کی دارالعلوم آمد:

گزشتہ دنوں جرمن ایمبیسی کے فرسٹ کونسلر مسٹر الیگزینڈر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کے لئے جامعہ حقانیہ تشریف لائے اور آپ سے ملکی و عالمی صورت حال پر گفتگو کی۔ بعد میں آپ نے دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ بھی کیا۔ اور آپ نے خصوصاً دارالعلوم کے کمپیوٹر کلاس کی کارکردگی کو کافی سراہا۔ اسی طرح برطانوی سفارت کار اور ہائی کمیشن کے سیکنڈ سیکرٹری پولیٹیکل مسٹر ٹم وائز نے بھی گزشتہ دنوں جامعہ حقانیہ کا تفصیلی دورہ کیا اور آپ نے مولانا حامد الحق حقانی MNA اور مدیر الحق مولانا راشد الحق سے تفصیلی بات چیت کی۔ اور خصوصاً سرحد میں شریعت بل کے پاس ہونے پر اور اس کے اصل خدوخال کے بارے میں مختلف استفسارات کیئے۔

«خوشخبری»

تمام علماء وطلبا کرام وکارکنان جمعیت علماء اسلام کو یہ خوشخبری دی جاتی ہے کہ صدائے حق اسلامی کیسٹ مرکز دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا ترجمہ قرآن کریم درس بخاری شریف کتاب المغازی شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہ' شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفوراللہ صاحب شیخ الحدیث مولانا انوارالحق اور دیگر اساتذہ کرام کے تراجم اور چھوٹی بڑی کتابوں کے دروس اور تقاریر مکمل سیٹوں کی شکل میں دستیاب ہیں اسکے علاوہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی اردو پشتو کی تقاریر اسی طرح پشتو اردو کے شعراء کی کیسٹس علاوہ ازیں مختلف قراء حضرات کی تلاوتیں اور دیگر علماء وخطباء کی تقاریر کی کیسٹس ہمارے ہاں موجود ہیں۔ رابطہ کیلئے پتہ 0923- 630829

ادارہ

تبصرہ کتب

صحابہ رسول اللہ ﷺ اسلام کی نظر میں　　مؤلف: مولانا نور عالم خلیل امینی صاحب

ایڈیٹر:　الداعی عربی واستاد ادب عربی دارالعلوم دیوبند　　ضخامت: ۴۹۶ صفحات

قیمت: ۲۰۰ روپے　　ناشر: ادارہ علم وادب افریقی منزل قدیم' دیوبند' یوپی

ملنے کا پتہ: کتب خانہ حسینیہ دیوبند و دیگر کتب خانہ ہائے دیوبند دہلی (بھارت)

زیر تبصرہ کتاب عالم اسلام کے مشہور ادیب نادرہ روزگار اہل قلم چیف ایڈیٹر الداعی (عربی) واستاذ ادب عربی دارالعلوم دیوبند مولانا نور عالم خلیل امینی مدظلہ کی مایہ ناز تالیف ہے۔ جس کے متعلق ان کے اپنے الفاظ میں ''یہ کتاب صحابۂ کرام کے مقام و مرتبے کے موضوع پر عربی زبان میں تو اسلاف کرام اور اخلاف عظام نے بے شمار کتابیں لکھی ہیں اردو زبان میں بھی متعدد گراں قدر کتابیں شائع ہو چکی ہیں لیکن یہ کتاب تحلیل و تجزیہ اور مواد کو پیش کر کے اس سے نتیجہ اخذ کرنے کے حوالے سے اپنا منفرد اسلوب رکھتی ہے اس لئے یہ سابقہ بہت سی کتابوں کا خلاصہ اور عطر کی حیثیت رکھنے کے ساتھ ساتھ ان سے مختلف بھی ہے اور منفرد بھی۔ ہر نظریے اور مقولے کا حوالہ پیش کرنے کی پابندی اور جذباتی اسلوب نگارش کے بجائے مطالعہ اور تحقیق کی راہ اختیار کی گئی ہے' کہا جاسکتا ہے کہ صحابہ کے مقام و مرتبے کو اجاگر کرنے کے موضوع پر یہ کتاب کم از کم اردو کے ذخیرے میں جامع ترین اور بے نظیر ہے۔ صحابہ اور فضائل صحابہ کے موضوع پر اہم عربی کتابوں کا تعارف بھی کتاب کے آخر میں درج کر دیا گیا ہے' نیز تفصیلی فہرست اور اشاریہ بھی دیا گیا ہے جس سے تحقیقی کام کرنے والوں کو بہت سہولت ہوگی۔ مؤلف کی دیگر تالیفات کی طرح اس کتاب میں بھی اردو کے مروجہ املا کی پابندی کی گئی ہے''

مؤلف کے قلم سے اس تبصرہ کے بعد شاید اس سے اور بہترین جامع اور مختصر تبصرہ لکھا جائے اور اگر اس تبصرہ کو متن بنا کر اس کی توضیح کی جائے تو اچھی خاصی کتاب بن جائے گی۔

ایران میں جب ''آیت اللہ خمینی'' کی سرپرستی اور سرکردگی میں انقلاب برپا کیا گیا تو اس سے جہاں ملک میں انقلاب آیا اور شہنشاہیت کا خاتمہ ہوا' تو دوسری طرف اس انقلاب کے اثرات اذہان پر بھی منقش ہوئے اور سنی مسلمانوں کے بہت سے نوجوانوں کے دلوں میں جو اسلامی نشاۃ ثانیہ کے آرزومند اور اسلامی بیداری کے کسی نہ کسی شکل میں برپا ہونے کے لئے کوشاں ہیں اور خواہشمند تھے۔ بانی انقلاب امام خمینی کے ساتھ عقیدت پیدا ہوئی۔ اس غیر معمولی عقیدت

وشگفتگی کے جذبات کے پیدا ہونے سے [illegible] بدگمانی بلکہ بدعقیدگی کے پس منظر میں چلے جانے اور نام نہاد اسلامی انقلاب کو ہی سب کچھ سمجھ لئے جانے کے تناظر میں مؤلف نے ریاض کے امام محمد بن سعود یونیورسٹی کی خواہش اور اس کے نامور پروفیسر اور مشہور اسلامی اہل قلم ڈاکٹر عبدالحلیم عویس مصری کی تحریک پر عربی زبان میں کتاب لکھی تھی جس کو مذکورہ یونیورسٹی نے اور ڈاکٹر صاحب موصوف کے تجارتی مکتبہ دارالصحوہ قاہرہ نے ایک ساتھ ۱۹۸۹ء میں شائع کی تھی۔ زیر تبصرہ کتاب درحقیقت اس شہرہ آفاق کتاب کا ترجمہ ہے جس کا مضمون مولانا محمد عارف جمیل قاسمی مبارک پوری نے اردو کے سانچہ میں بڑی مہارت اور مشاقی کے ساتھ ڈھالا ہے اور کسی بھی لمحہ قاری اس کو کسی کتاب کا ترجمہ محسوس نہیں کرتا اور یہی مترجم کا کمال ہے۔

کتاب کی ابتداء میں عرض حال اور پیش لفظ کے بعد ص ۳۱ سے لے کر ص ۷۰ تک ایک معرکۃ الاراء مقدمہ ہے۔ جس کا مطالعہ کتاب کے باقی مباحث سمجھنے میں بہت ممد اور معاون ہے اس کے بعد نو (۹) جلی عنوانات ہیں، گویا یہ نو ابواب ہیں، ان کے ذیل میں مختلف ذیلی عنوانات ہیں بہترین طباعت خوبصورت کتابت اور اعلیٰ کاغذ نے کتاب کے ظاہری حسن کو بھی دوبالا کیا ہے۔ المختصر یہ معرکۃ الاراء شہرہ آفاق کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان گھرانے اور ہر لائبریری کی زینت بنے۔ (م۔اف)

رسالہ: المباحث الاسلامیہ (سہ ماہی) رئیس التحریر: مولانا نصیب علی شاہ ہاشمی

زیر نگرانی: ڈاکٹر قبلہ ایاز جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان۔ ڈیرہ روڈ بنوں

سہ ماہی مجلہ المباحث الاسلامیہ کا نقش اول ہمارے سامنے ہے، مضامین کے انتخاب کے اعتبار سے یہ انتہائی معیاری پرچہ ہے۔ جس میں جدید مسائل پر مشتمل علمی اور تحقیقی مضامین شامل ہیں، زیر تبصرہ مجلہ میں بعض مقالات کے عنوانات دیئے جاتے ہیں، تاکہ اس کا ایک اجمالی نقشہ متصور ہو جائے۔ (۱) عصر حاضر کا چیلنج اور علماء کی ذمہ داریاں (۲) محاصل کی تنفیذ اور اسلامی حکومت کے اختیارات (۳) تعزیر بالمال کی شرعی حیثیت (۴) فساد و عدم فساد صوم کا معیار (۵) کمیٹی رقوم جمع کرنے کی شرعی حیثیت (۶) وصیت بالاعضاء کی اسلامی حیثیت (۷) ہبہ کے معاملے میں قبضہ کی شرعی حیثیت پر فقہی بحث (۸) عورت کا بغیر محرم سفر حج وغیرہ

علاوہ ازیں ادارہ کی طرف سے جن موضوعات پر مقالہ جات و مضامین کو ترجیح دی جائے گی ان میں چند اہم عنوانات یہ ہیں جدید فقہی مسائل پر علمی و تحقیقی مباحث پیش کرنا۔ دورِ حاضر میں اجتماعی اجتہاد کے تصور کا علمی جائزہ امت مسلمہ کو درپیش مسائل کا فقہی حل سودی آلائشوں سے پاک اسلامی مالیاتی نظام کا ممکنہ قیام طب جدید سے اعضاء کی پیوندکاری انسانی کلوننگ فقہی مواد کی تشکیل جدید مختلف عقود کے ضمن میں ربوا اور قمار کی موجودگی کی شرعی نقطہ نگاہ سے اسلامی

اقتصادی نظام و معاشی نظام کی طرف ممکنہ پیش رفت اور ان جیسے دیگر جدید پیش آمدہ مسائل کے متعلق مضامین پرچہ کی بنیادی ترجیحات میں شامل ہیں۔

ہم موجودہ صورتحال میں جبکہ زمانہ بہت تیزی سے ترقی کر رہا ہے اور نت نئے مسائل روز افزوں پیدا ہو رہے ہیں۔ اس قسم کے معیاری رسالے کا اجراء ایک نیک شگون ہے اور مولانا سید نصیب علی شاہ صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے اس اہم کام کا بیڑہ اٹھایا۔ البتہ ابتداء میں فہرست مضامین کا نہ ہونا دل و دماغ پر کھٹکتا ہے۔ (م۔ا۔ف)

کتاب: انوار القرآن (قرآن کریم کی تفسیری لغات) مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ فاضل دیوبند

ضخامت: 608 صفحات قیمت: 350 روپے سنگت پبلشرز لاہور: ۲۵۔سی لوئر مال لاہور

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے پیارے نبی ﷺ پر نازل کردہ آخری آسمانی معجز کتاب ہے۔ اس کتاب عزیز کی جتنی خدمت کی گئی۔ دنیا میں دوسری کسی کتاب کی نہیں ہوئی۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کی تفسیریں لکھی گئیں سینکڑوں ہزاروں مجلّات میں اس کی تفسیریں آئیں۔ کسی نے اس کلام بلاغت نظام کی فصاحت و بلاغت کو موضوع سخن ٹھہرایا، کسی نے اس میں ذکر شدہ احکام کی طرف توجہ دی، کسی نے اس میں قصص و امثال کو مورد تحقیق گردانا۔ کسی نے اس کے حروف والفاظ کی تعداد پر توجہ دی۔ کسی نے اس کے اعرابات اور اس کی ترکیب میں شبانہ روز محنت کی اور کسی نے اس کی لغوی تحقیق میں غوطہ زنی کی۔ بس گویا ہر ماہر فن نے اپنے ذوق کے مطابق اس کی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔

زیر تبصرہ کتاب کے مؤلف مولانا عبدالرحمان قصوری نقشبندی رحمہ اللہ بھی ان خوش نصیبوں میں سے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی اس منفرد خدمت کے لئے منتخب فرمایا۔ اردو زبان میں لغات القرآن کی ایسی جامع کتاب واقعتہً ایک بہت بڑی کاوش ہے۔ تفسیر مذکور کی چند خصوصیات یہ ہیں (۱) اس میں حل لغات کے علاوہ اہم مقامات پر ائمہ تفاسیر کے اقوال بھی پیش فرمائے ہیں۔ (۲) مؤلف نے جابجا ایسے مفرد الفاظ اور آیات کے شان نزول کا اہتمام کیا ہے جس کا مخصوص پس منظر ذکر کئے بغیر سمجھنا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ (۳) قرآنی الفاظ کے اصلی حروف اور ان کے اشتقاق پر بحث کر کے ان کا صرفی اور نحوی حل پیش کیا ہے۔ (۴) لغت اور تفسیر کے علاوہ عقائد اور اعمال سے متعلق ضروری مسائل بھی آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ کی روشنی میں بیان کر دیئے ہیں۔ بلاشبہ یہ تفسیر قرآن پاک سمجھنے میں ممد و معاون ثابت ہوگی، کیونکہ اس میں قرآن کریم سمجھانے کا آسان سے آسان انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اردو دان طبقہ جو کہ عربی لغات سے کما حقہ واقف نہیں ان کے لئے ایسی مختصر اور جامع لغوی تحقیق نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ اعلیٰ کاغذ اور معیاری طباعت ناشرین کا حسن ذوق کا آئینہ دار ہے۔ (م۔ا۔ف)

رسالہ : مستورات کی تبلیغی جماعت　　مصنف: الحاج ابراہیم یوسف باوا　　صفحات: 88

Idara Ishaat-i- Islam,15 Stration Road, Gloucester GL 1 4HD,P.O.Box 33, Manchester M 16 7 AN UK

مستورات کی تبلیغ کا مسئلہ ایک عرصہ سے موضوع سخن بنا ہوا ہے۔ بعض علماء کرام تبلیغی جماعت میں خواتین کے نکلنے کے قائل ہیں اور بعض اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ جانبین سے اس سلسلے میں کئی ایک کتابیں بھی لکھی جا چکی ہیں۔ زیر نظر رسالہ ''مستورات کی تبلیغی جماعت'' مرتبہ الحاج ابراہیم یوسف باوا صاحب اس سلسلہ کی ایک کڑی ہیں جس میں عورتوں کا تبلیغی جماعت میں نکلنا ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ کتاب کو تین حصص میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر تین حصوں میں مختلف علماء کرام حضرات کے فتاویٰ' بیانات خطوط اور آراء کے ذریعہ اسے ناجائز ثابت کیا گیا ہے۔ کتاب کے سرورق پر یہ عبارت نمایاں ہے ''مستورات کی تبلیغی جماعت شریعت مطہرہ کی روشنی میں' ناجائز غیر مقصود مردود ممنوع' بدعت قبیحہ فتنہ عظیم اور حرام ہے'' مرتب نے اکثر مقامات پر اپنے وضاحتی نوٹس لکھ کر عدم جواز پر پکی مہر لگا دی ہے۔ کہیں کہیں موضوع کتاب سے عدول کر کے مردوں کے تبلیغی جماعت کو بھی نشانہ بنایا ہے۔ مرتب موصوف نے اس رسالہ میں تبلیغی جماعت کے ساتھ زیر بحث مسئلے میں اختلاف کرتے ہوئے ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ تاہم علماء محققین کے جم غفیر نے موجودہ زمانہ کے تقاضوں اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مسئلہ کے ہمہ پہلوؤں پر غور و خوض کے بعد اکابرین جماعت کی طرف سے مستورات کی جماعت کیلئے وضع کردہ شرائط پر عمل کرتے ہوئے قوی دلائل اور مضبوط براہین سے جواز کا فتوی دیا ہے۔ ہمارے ادارے کے فتاویٰ (فتاویٰ حقانیہ) میں اسی موقف کو اختیار کیا گیا ہے' بہر حال کتاب فی الجملہ معلومات افزا ہے۔

(عرفان الحق حقانی)

کتاب : مجموعہ خطبات جلد اول　　مرتب: مولانا قاری جمیل الرحمان اختر قادری　　قیمت: ۱۵۰

صفحات: ۳۹۸　　ناشر: انجمن خدام الاسلام حنفیہ قادریہ' ۲۸۵ جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور

علماء کرام کے خطبات وارشادات کو ضبط تحریر میں لا کر شائع کرنے کا کام ایک عرصہ سے عروج پر ہے۔ خطبات حکیم الاسلام (حضرت مولانا قاری محمد طیب قدس سرہ) خطبات حکیم الامت (حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ) خطبات لاہوری (حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ) دعوات حق (حضرت مولانا عبدالحقؒ) خطبات حق (حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ)۔ مشت نمونہ خروار...... اکابرین کے خطبات وارشادات روحانی زندگی کی بقاء وترقی کے لئے عظیم سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں' اوران کی عدم موجودگی میں ان کی صحبت ومعیت کے قائم مقام ہوتے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''مجموعہ خطبات'' مرتبہ مولانا قاری جمیل الرحمان اختر قادری صاحب بھی اسی سلسلہ کا ایک تسلسل

ہے۔ مرتب نے اس سے قبل بھی خطبات دین پوری کے نام سے مولانا عبدالشکور دینپوریؒ کے خطبات قارئین کو پیش کئے ہیں۔ تاہم زیر نظر خطبات کسی ایک عالم دین کے بجائے مختلف علماء کرام کے خطبات کا گلدستہ ہے'

ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگرے ...... کتاب میں خطبات کا حظِ وافر سیرۃ النبی ﷺ کے موضوع پر ہے' قاری محمد حنیف ملتانیؒ کے خطبات میں کہیں کہیں پنجابی زبان دیکھنے میں آئی' کتاب کا اجمالی خاکہ موضوع اور خطیب کے اعتبار سے کچھ یوں بنتا ہے۔ حجیت حدیث: (شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم) حدود و تعزیرات: (شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمودؒ) عورت کا مقام اور دینی مدارس: (خطیب اسلام حضرت مولانا اجمل خانؒ) درود شریف اور قرآنی اعجاز: (خطیب اسلام حضرت مولانا اجمل خانؒ) سیرۃ النبی ﷺ کے موضوع پر دو خطبات: (حضرت مولانا محمد حنیف ملتانیؒ) لوگوں کی اللہ والوں کی طرف رجوع محبت الٰہی کی نشانی: (مناظرِ اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدرؒ) سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر تین خطبات: (حضرت مولانا عبدالکریم ندیم صاحب) انسانی حقوق کا مغربی تصور سیرت طیبہ کی روشنی میں: (حضرت مولانا زاہدالراشدی صاحب) علوم و معارف پر مشتمل یہ گرانقدر مجموعہ اہل علم خطباء ائمہ' مساجد' مقررین و مبلغین اور عوام سب کیلئے علم و حکمت کا عظیم سرمایہ ہے۔ (عرفان الحق حقانی)

ماہنامہ: ''بیداری'' مدیر: محمد موسیٰ بھٹو سالانہ چندہ: ۱۵۰/- روپے
زیر اہتمام: سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ' ۴۰۰ بی لطیف آباد ۴' حیدر آباد

ماہنامہ ''بیداری'' اردو جادہ حق کا نیا ہمراہی ہے جو کہ اس مادہ پرست دور میں علمی دینی اصلاحی اور تحقیقی مضامین سے اندھیروں میں اجالا کرنے کا عزم لیکر جاری کیا گیا ہے۔ ابتک بیداری کے تین پرچے آچکے ہیں' تینوں کے مضامین تحقیقی اور جاندار۔ بیداری کا سندھی ایڈیشن گزشتہ گیارہ سال سے محمد موسیٰ بھٹو کے زیر ادارت نکل رہا ہے' محمد موسیٰ بھٹو علمی ادبی اور تحقیقی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ انکی کئی درجن تحقیقی و تنقیدی کتابیں قارئین سے داد وصول کر چکی ہیں۔ ''بیداری'' کے مدیر بیداری کا تعارف یوں کراتے ہیں ''بیداری امت میں شعور پیدا کرنے' معاشرہ میں اخلاقی تحریک کو فروغ دینے' فکری اور نظریاتی مسائل میں رہنمائی کرنے اہل وطن میں خود اعتمادی اور حوصلہ پیدا کرنے اور باطل کی عالمی قوتوں کی سازشوں کو بہتر طور پر بے نقاب کرنے اور اسلام کی صحیح نصب العینی فکر پیش کرنے جیسے اہداف کیساتھ شروع کیا گیا ہے۔

ہماری دلی دعا ہے کہ بیداری اسم با مسمیٰ بن کر امت میں بیداری کا موثر ذریعہ بنے۔ امین (عرفان الحق حقانی)

Adarts-HRA-5/2001
Adarts-HRA-5/2001

ضروری اعلان

مُحدّثِ اعظم، مُفسّرِ کبیر، مُصنّفِ افخم، ترمذیٔ وقت

حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی

طیّب اللّٰہ آثارہ، وأعلیٰ درجاتہ فی دار السّلام

کی سوانح حیات تکمیل کے مراحل میں ہے جو احباب حضرت سے متعلق اپنی تحریر شامل اشاعت کروانا چاہتے ہیں ان سے گزارش ہے کہ اپنے مضامین وواقعات وغیرہ ۱۵ جولائی تک مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمادیں۔

مولانا محمد زبیر البازی

استاذ الفنون جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

اور اللہ ہی نے تمہارے لئے گھروں کو رہنے کی جگہ بنایا (القرآن)

اسلام آباد موٹروے سٹی (رجسٹرڈ)

خیبر بلاک
فوری رجسٹری

محل وقوع:
اسلام آباد موٹروے سٹی جماعت اسلامی کے مجوزہ مرکز **قرطبہ سٹی**، تعمیر ملت ایجوکیشن سٹی (شفا انٹرنیشنل ہسپتال اسلام آباد) کے درمیان، **پاکستان موٹروے** کے قریب اور **نیو انٹرنیشنل اسلام آباد ایئرپورٹ** سے 3 کلومیٹر پر واقع ہے۔

سائز پلاٹس

رہائشی پلاٹس	5 مرلہ	10 مرلہ	1 کنال
زرعی فارم	5 کنال	10 کنال	20 کنال

کمرشل پلاٹس	سائز 10 X 20	نقد ادائیگی پر رعایتی قیمت 40 ہزار روپے
	سائز 12 X 30	نقد ادائیگی پر رعایتی قیمت 60 ہزار روپے

قیمت اور طریقہ ادائیگی

قیمت	ایڈوانس	ماہانہ قسط
12,000 روپے فی مرلہ	1,000 روپے فی مرلہ	100 روپے فی مرلہ
رجسٹری	کل قیمت کا نصف یکمشت ادا کرنے پر 15 دن میں رجسٹری	
نوٹ	کارنر اور ڈبل روڈ فیسنگ پلاٹ پر دس فیصد زائد قیمت	

ہمیں ملک بھر بشمول آزاد کشمیر اور بیرون ممالک سے باصلاحیت **بزنس مینجرز** درکار ہیں۔

غرناطہ بلاک
فوری قبضہ

محل وقوع:
بہترین نظارے اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے بہترین سیرگاہ شاہ پور ڈیم نیو انٹرنیشنل اسلام آباد ایئرپورٹ، موٹروے، پی اے ایف ہاؤسنگ سکیم، P.E.C.H.S ہاؤسنگ سکیم سے قریب، 120 فٹ چوڑی فتح جنگ مین روڈ پر اور راولپنڈی سے 25 منٹ کی مسافت پر واقع ہے۔

سہولیات:
- 24 گھنٹے ٹرانسپورٹ، ڈاک خانہ، ہسپتال، مارکیٹ، سکولز، مسجد، شاپنگ سنٹر، پٹرول پمپ، ٹیلی فون،

ترقی یافتہ شہر کی طرز پر تمام سہولیات آپ کی دسترس میں ہیں۔

5 مرلہ، 10 مرلہ اور ایک کنال کے رہائشی پلاٹ دستیاب ہیں۔

قیمت اور طریقہ ادائیگی

رہائشی پلاٹس

قیمت فی مرلہ	ایڈوانس فی مرلہ	ماہانہ قسط
15000 روپے	2000 روپے	200 روپے

نوٹ: کارنر اور ڈبل فیسنگ پلاٹ پر دس فیصد اضافہ

کمرشل پلاٹس

کمرشل پلاٹس	سائز 10 X 20	نقد ادائیگی پر رعایتی قیمت 40 ہزار روپے
	سائز 12 X 30	نقد ادائیگی پر رعایتی قیمت 50 ہزار روپے

Designed by: SUTOOR GRAFIX 0303-6513966, 0300-5148708

کرم فرماؤں کے لئے **خوشخبری** ہے کہ **نیو اسلام آباد انٹرنیشنل ایئرپورٹ** کے ٹینڈر کا اشتہار 19 اپریل 2003 کو روزنامہ جنگ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس نئے ایئرپورٹ سے اسلام آباد موٹروے سٹی (خیبر بلاک) کا فاصلہ تقریباً 3 کلومیٹر ہے اور ایئرپورٹ کے رنگ روڈ (Ring Road) سے متصل سڑک خیبر بلاک براستہ موٹروے راولپنڈی/اسلام آباد کا فاصلہ انتہائی کم ہو کر رہ جائے گا۔

تفصیلات کے لئے
محمد نصیر خان مروت
(چیف ایگزیکٹو)

الاتحاد کارپوریشن

ISLAMABAD MOTORWAY CITY IMC REGISTERED

7۔ دبئی پلازہ سکستھ روڈ چوک، مری روڈ راولپنڈی فون: 051-4581451 موبائل: 0333-5183482